ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور
پاکستان

بیادگار
مولانا مفتی محمود

۱۲ جون
تا
۱۸ جون
۱۹۸۱ء

شمارہ
۲۴

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسہ

معراج رسولؐ کا پیغام عالم انسانیت کے نام

اُمّتِ مُسلمہ کی کامیابی کا راز

چراغِ حرم

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نامِ احمدؐ رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی اُبھر نہ سکتا وجودِ لوح و قلم نہ ہوتا

یہ محفلِ کُن فکاں نہ ہوتی جو وہ امامِ اُمم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا

تیرے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکسِ کرم نہ ہوتا
تو بارگاہِ ازل سے اُن کا خطاب خیر الامم نہ ہوتا

نہ رُوئے حق سے نقاب اُٹھتا نہ ظلمتوں کا حجاب اُٹھتا
فروغ بخشِ نگاہِ عرفاں اگر چراغِ حرم نہ ہوتا

سوائے صدیقؓ کون پاتا حضورِ انورؐ کی جانشینی
کہ وہ نہ ہوتے تو یوں جہاں میں بلند دیں کا علم نہ ہوتا

یہ سچ ہے بعد نبیؐ نبوّت کا فخر فاروقؓ ہی کو ملتا
جو سلسلہ وحی آسماں کا حضورؐ پر ختم نہ ہوتا

خلافتِ راشدہ کا منصب اگر نہ ہوتا نصیبِ عثمانؓ
تو دفترِ وحیِ آسمانی مُرتّب و منتظم نہ ہوتا

زہے علوئے مقامِ حیدرؓ خوشی میں کہتے تھے خود پیمبرؐ
کہ فتح ہوتا نہ قلعۂ خیبر جو آج یہ ابنِ عم نہ ہوتا

اقبال احمد خاں سہیل

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان

جلد ۲۴ شمارہ ۲۴

جمعۃ المبارک ۸ شعبان تا ۱۴ شعبان ۱۴۰۱ھ

سرپرست
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مدیر
ابوعمار زاہد الراشدی

مدیر معاون
زاہد بلند شہری

چیف رپورٹر
راؤ منور احمد خاں

بدل اشتراک

سالانہ : ۶۵ روپے
ششماہی : ۳۳ روپے
سہ ماہی : ۱۷ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ "ترجمان اسلام" رنگ محل لاہور ۸
یکے از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

صدر ضیاء الرحمٰن کا المناک قتل

بنگلہ دیش کے صدر جناب ضیاء الرحمٰن کو گذشتہ دنوں جب وہ چٹاگانگ کے دورہ پر تھے، فوج کے بعض افسروں کی بغاوت کے دوران قتل کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ یہ بغاوت جس کی قیادت میجر جنرل منظور احمد کر رہا تھا بنگلہ دیش فوج کی مداخلت کے بعد ختم ہو گئی ہے۔ جنرل منظور احمد خود بھی قتل ہو گیا ہے اور اس کے رفقاء بنگلہ دیش حکومت کی حراست میں ہیں جن پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

فوج کے ایک حصہ کی طرف سے صدر ضیاء الرحمٰن کی حکومت کے خلاف بغاوت اور صدر مرحوم کے المناک قتل کا پس منظر کیا ہے؟ اور اس میں کون سے عوامل کارفرما ہیں؟ اس بارے میں حتمی بات تو اس وقت کہی جا سکے گی جب باغی لیڈروں پر چلائے جانے والے مقدمہ کی تفصیلات سامنے آئیں گی، لیکن اسلامی ممالک اور تیسری دنیا کی مجموعی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہنا بعید از قیاس نہیں ہو گا کہ ناکام فوجی بغاوت بھی عالمی طاقتوں اور بنگلہ دیش کے ہمسایہ مخالف ملکوں کی اس حکمت عملی کا ایک حصہ ہے جو وہ عالم اسلام اور غیر وابستہ ممالک میں عدم استحکام اور باہمی محاذ آرائی کو فروغ دینے کے لئے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ عالم اسلام کا اتحاد اور غیر وابستہ ممالک کا کامل غیر وابستگی کی منزل کی طرف گامزن ہونا بڑی طاقتوں کے مفاد میں نہیں ہے اور اس "مشترکہ مفاد" کے تحفظ کے لئے دونوں بڑی طاقتوں کی حکمت عملی یکساں ہے۔ افغانستان میں روس کا کردار اور مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی پالیسی اس پر شاہد ہے۔

صدر ضیاء الرحمٰن مرحوم ان مسلم راہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے عالم اسلام کے اتحاد اور مسلمان ممالک بالخصوص عراق و ایران کے باہمی جھگڑوں کو نمٹانے کے لئے متحرک اور مؤثر کردار ادا کیا اور آخر وقت تک وہ اس سلسلہ میں سرگرم رہے۔

مرحوم اگرچہ ایک فوجی انقلاب کے ذریعہ برسر اقتدار آئے، لیکن

انہوں نے آئینی و سیاسی عمل کے تعطل کو زیادہ دیر نہیں رہنے دیا۔ سیاسی ادارے اور جمہوری عمل بحال کر کے ملک میں انتخابات کرائے جس کے نتیجہ میں ملک کی باگ ڈور ایک بار پھر سیاسی اداروں کے ہاتھ میں آگئی اور خود صدر ضیاء الرحمٰن مرحوم بھی انتخابات کے ذریعے دوبارہ برسرِ اقتدار آئے۔

عالمِ اسلام کے اتحاد کے لئے مساعی اور اندرونِ ملک جمہوری عمل کی بحالی کے ساتھ ساتھ صدر ضیاء الرحمٰن مرحوم نے عالمی سطح پر بنگلہ دیش کے آزادانہ تشخص کو ابھارنے اور اسے عالمی برادری میں باوقار مقام دلانے کے لئے بھی مؤثر جدوجہد کی۔

یہی وجہ ہے کہ مرحوم کی وفات کے غم کو نہ صرف بنگلہ دیش کے عوام نے بلکہ عالمِ اسلام اور تیسری دنیا کے لوگوں نے بھی محسوس کیا ہے۔

ہم اس موقع پر بنگلہ دیش کے برادر عوام کے اس قومی غم میں شرکت کے ساتھ دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ صدر ضیاء الرحمٰن مرحوم کی لغزشوں سے درگزر کرتے ہوئے انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دیں اور بنگلہ دیش اور وہاں کے عوام کو ہر قسم کی آفات اور آزمائش سے محفوظ رکھیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

چینی وزیر اعظم کا اعلان

ہمارے عظیم ہمسایہ ملک عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم جناب ژاؤ ژی یانگ ان دنوں پاکستان کے دورہ پر تشریف لائے ہوئے ہیں اور انہوں نے گذشتہ روز صدرِ پاکستان کی طرف سے اپنے اعزاز میں دی گئی ضیافت میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"چین کے عوام اور حکومت غیر ملکی جارحیت اور مداخلت کے خلاف قومی آزادی اور خود مختاری کے تحفظ کی منصفانہ جدوجہد میں پاکستانی عوام اور حکومت کی زبردست حمایت جاری رکھیں گے۔ پاکستان اور چین کی دوستی وقت کی ہر آزمائش پر پوری اتری ہے اور مستقبل یہ ثابت کرے گا کہ چین پاکستان کا قابل اعتماد دوست ہے۔" (نوائے وقت ۲ جون)

عوامی جمہوریہ چین ہمارا عظیم ہمسایہ ہونے کے ساتھ ساتھ دوست ملک بھی ہے۔ ایسا دوست جس کی دوستی پر پاکستان کے عوام نے ہمیشہ اعتماد کیا ہے اور اب بھی پاکستانی عوام کو یقین ہے کہ خدانخواستہ پاکستان پر کوئی نازک وقت آنے پر عوامی جمہوریہ چین دوسری عالمی طاقتوں کی طرح بین الاقوامی مصلحتوں کا نقاب اوڑھنے کی بجائے پاکستان کے ساتھ دوستی کے تقاضوں کو پورا کرے گا۔

چینی وزیر اعظم کے بیان میں جو بات ہمارے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ توجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک سپر طاقت کے شمال مغربی سرحد پر دستک دینے کے بعد پاکستان کو قومی آزادی اور خود مختاری کے تحفظ کے سلسلہ میں جو خطرات اور خدشات درپیش ہیں چینی قیادت کو ان کا پوری طرح احساس ہے اور وہ ان خطرات و خدشات قومی آزادی اور خود مختاری کو محفوظ رکھنے کی "منصفانہ جدوجہد" میں پاکستان کی زبردست حمایت کا عزم کئے ہوئے ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود کا ترجمہ قرآن

ایک اخباری اطلاع کے مطابق حکومت پنجاب نے قادیانی امت کے تیسرے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کے ترجمہ قرآن کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی ہے اور اس کے نسخے ضبط کر لئے ہیں۔

یہ قدم مسلمانوں کے اس دیرینہ مطالبہ کی روشنی میں اٹھایا گیا ہے کہ قادیانیوں کا لٹریچر نہ صرف ملتِ اسلامیہ کے مسلّمہ اور اجماعی عقائد کے خلاف مواد سے بھرا پڑا ہے بلکہ اس میں انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کھلم کھلا توہین کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی تحریف کا بھی ارتکاب کیا گیا ہے۔

گذشتہ حکومت نے قرآن کریم میں تحریف اور غلطیوں کے

باقی ص ۲۶ پر

مولانا اخلاق حسین قاسمی

معراجِ رسول کا پیغام

عالمِ انسانیت کے نام

اسلامی نقطۂ نگاہ سے تاریخِ رسالت کے کسی واقعہ کی فضیلت اور عظمت اس واقعہ کے حیرت انگیز ہونے میں نہیں بلکہ اس بات میں ہے کہ اس واقعہ کے ساتھ نوعِ انسانی کی بھلائی اور بہتری کے کیا کیا مقاصد وابستہ ہیں اور اس واقعہ نے دنیا کو بھلائی کا کیا پیغام دیا ہے؟

معراج کے واقعہ کو لیجئے! رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کی فضیلت و بزرگی کا یہ واقعہ کیوں اہم ہے؟ اس لئے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس ملکوتی سیر میں انسانیت کے لئے ہدایت، نیکیوں کے شوق، برائیوں سے ڈرنے کا عظیم سامان موجود ہے۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضؓ اپنے محبوب کی زندگی کے ہر واقعہ کو اس زاویہ نظر سے دیکھتے تھے، وہ ہر واقعہ کے مقصد کو دیکھتے تھے۔ اس کی کیفیات اور تفصیلات کو مقصود نہیں بنایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بحیثیت واقعہ کے معراجِ رسولؐ کی تفصیلات میں صحابہ کرامؓ کی روایتیں مختلف ہیں۔ اگر صحابہ کرامؓ اس ملکوتی سیر کے آنے جانے کی کیفیات کو اصل مقصود سمجھتے تو ان کی روایات اس قدر مختلف نہ ہوتیں۔ اسے تمام صحابہؓ من و عن محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے۔

اس کے برخلاف ہمارا حال یہ ہے کہ ہم مقصد سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔ کیفیات اور دوسری بحثوں میں پوری پوری عمریں صرف کر دیتے ہیں۔

معراج کا جشن مناتے ہیں، چراغاں بھی کرتے ہیں۔ ہزاروں روپے صرف کرتے ہیں۔ جلسے منعقد کرتے ہیں اور انہیں جنت کی حوروں کے بناؤ سنگھار، براق کی تیز رفتاری، فرشتوں کی بارات پر شاعری فرماتے ہیں اور کبھی بھولے سے بھی خدا کے بندوں کو یہ نہیں بتاتے کہ اس مقدس سفر میں حضرتِ حق نے اپنے محبوب کو ملاقات کا شرف عطا فرما کر دنیا کی بھلائی کے لئے کیا کیا ہدایات دیں، کیا پیغام عطا کیا، کن نیک باتوں کا شوق دلایا؟ اور کن بری باتوں سے روکا؟

یہ کسقدر افسوسناک بات ہے کہ معراج کا عظیم پیغام حلوے اور پوریوں کے کونڈوں، سپاری کی روٹیوں اور نذر و نیاز کے خوش مزہ کھانوں میں دب کر رہ گیا ہے اور نہ جانے پیشوایانِ مذہب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس مقدس پیغام کو اجاگر کرنے اور رسموں کے بوجھ تلے چھپی ہوئی ان ہدایات کو سامنے لانے کی کوشش، مسلسل کوشش اور پیہم جدوجہد کیوں نہیں کرتے اور ان چند اللہ کے بندوں (علماء حق) کے ساتھ اس کام میں مخلصانہ تعاون کیوں نہیں فرماتے؟

ذیل کی سطروں میں مقاصد کے لحاظ سے معراج کے واقعہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

سورۂ اسراء یعنی سورہ بنی اسرائیل جہاں سے پندرھواں پارہ شروع ہوتا ہے پیغامِ معراج کی بہترین تشریح ہے۔ شروع میں واقعہ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ مالک الملک نے اپنی عظمت بیان کی ہے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم سے اپنا خاص تعلق بتایا ہے۔ پھر وہ پیغام سُنایا ہے جو اس تاریخی سفر میں آدمؑ کے خدا نے آدمؑ کی اولاد کے لئے فخرِ بنی آدمؐ کے ہاتھوں سے بھیجا ہے۔

سچی خدا پرستی، توحید

سچی خدا پرستی انسانی پریشانیوں کا پہلا علاج ہے۔ سچی خدا پرستی کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے اور اپنے مالک کے صحیح رشتہ کو پہچانے۔ خدا تعالےٰ کو اپنا اور سارے کائنات کا خالق اور مالک جانے اور اپنے آپ کو اس کی مخلوق اور اس کا بندہ۔ خدا تعالیٰ کو کائنات کا حقیقی حاکم و بادشاہ سمجھے اور اپنے آپ کو اس کا خلیفہ اور نائب۔ ایسا نائب جو اپنے مالک کی مرضی کے مطابق اس کی بخشی ہوئی نعمتوں، مادی وسائل، دماغی اور ذہنی قوتوں کو کام میں لانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

ایسا نائب جسے اس کے مالک نے بڑی عظمت اور شوکت دے کر دنیا میں بھیجا ہے اور اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اپنے مالک کی مرضی کے مطابق چلے اور اپنے آپ کو ہمیشہ اس کے سامنے جوابدہ سمجھے۔

یہ تصور زندگی کی بنیاد بن کر زندگی کی تمام چولوں کو صحیح طور پر بٹھا دیتا ہے اور زندگی کامیابی کا سیدھا رخ اختیار کر لیتی ہے۔

زندگی جب اس بنیاد سے الگ ہٹ جاتی ہے تو پھر انسانیت کا قافلہ دربدر ٹھوکریں کھاتا ہے۔ انسان انسان کو غلام بناتا ہے طاقت ور کمزور کو دباتا ہے۔ اکثریت اقلیت کو فنا کرنے کے درپے ہو جاتی ہے۔ مالدار غریبوں کا خون چوستے ہیں۔ کوئی نسلی غرور میں پھول کر کپا ہو جاتا ہے۔ کوئی ملکی اور قومی برتری کے خیال میں اُبھر جاتا ہے۔ انسانیت کی مشہور بیماریاں ہیں جن میں آج کی انسانیت بھی مبتلا ہے اور ان کے درد سے بری طرح تڑپ رہی ہے۔

معراج رسول ؐ نے دُنیا کو یہ پیغام دیا کہ مالک و حاکم صرف اللہ ہے اس کو حکمرانی اور ملوکیت کے جملہ اختیارات حاصل ہیں۔ باقی سب اس کے بندے ہیں۔ بندوں کو بندوں کی طرح رہنا چاہیئے۔ نہ ایک انسان دوسرے انسان کا آقا بننے کی کوشش کرے۔ نہ ایک قوم دوسری قوم پر اپنی افسری قائم کرے۔

ماں باپ کے ساتھ احسان

انسان جب خدا کی آقائی اور اپنی غلامی کو تسلیم کر لیتا ہے تو پھر خدا اپنے بندے سے کیا کام لیتا ہے؟ کیا وہ انسان کی ساری زندگی کو، زندگی کے ہر لمحہ کو مسجد و معبد میں گزارنے کا حکم دیتا ہے۔ کیا وہ یہ کہتا ہے کہ میرے بندے ہو تو دُنیا کو چھوڑ کر جنگلوں میں آ جاؤ۔ آنکھیں بند کئے بیٹھے رہو میرے جلوے کی روشنی کا انتظار کرتے رہو۔ کیا وہ یہ حکم دیتا ہے کہ میرے ہو تو سب کو چھوڑ دو نہ بیوی بچوں سے واسطہ رکھو، نہ بھائی بندوں اور پڑوسیوں سے۔

معراج رسول کا پیغام بتاتا ہے کہ خدا اگر آدم کو سب سے الگ تھلگ تنہائی میں رکھنا پسند کرتا تو اُسے جنّت کی پُرسکون زندگی سے زمین کی ہنگامہ خیز زندگی کی طرف کیوں منتقل کرتا۔ وہ تو انسان سے یہ چاہتا ہے کہ دنیا ہی کو جنّت بناؤ۔ اچھے اخلاق سے، اچھے رہن سہن سے، ہمدردی سے، پیار و محبت سے۔

چنانچہ سب سے پہلا حکم انسان کو دیا کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے کیونکہ خدا کے بعد سب سے زیادہ احسان ماں باپ کا ہوتا ہے۔ حسن سلوک کا مطلب خدمت ہے، امداد ہے ادب و احترام ہے۔

پھر ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم صرف اخلاقی نصیحت نہیں ہے بلکہ اسلامی قانون کا مستقل شعبہ ہے جس کی پوری تفصیل اسلام میں موجود ہے۔

اس معاملہ میں اسلام کی بے تعصبی کا یہ عالم ہے کہ وہ اس حال میں بھی ماں باپ کی خدمت کا حکم دیتا ہے جب ماں باپ اپنی اولاد کے خلاف کوئی دوسرا مذہب اختیار کر لیں۔ مذہب کا تعصب بڑے بڑے فطری رشتوں کو توڑ دیتا ہے۔ اس تعصب میں پیار و محبت کے بڑے بڑے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں، مگر اسلام کہتا ہے:

فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا

ماں باپ تیرے عقیدے کے خلاف کوئی حکم دیں، تیرے ضمیر کے خلاف تجھے چلانا چاہیں تو بلا شبہ تجھے حق ہے کہ تو اپنے ضمیر اور اپنے مذہب کی حفاظت کرے، مگر خبردار کسی حالت میں بھی ان کی خدمت سے منہ نہ موڑیو۔ ان کی مدد سے ہاتھ نہ کھینچیو۔ مذہب و عقیدہ اپنی جگہ ہے اور ماں باپ کا حق ماں باپ کا احسان اپنی جگہ ہے۔

رشتہ داروں کے ساتھ احسان

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ

معراج کے پیغام نے رشتہ داروں کی اہمیت کو بھی دہرایا۔ ماں باپ کے بعد بھی رشتے حسن سلوک کے مستحق ہیں۔ اسلام نے ان کے حقوق میں رشتہ داروں کی خدمت اور نیک سلوک ضروری قرار دیا ہے۔

پھر الفاظ کی نزاکت پر غور کیجیئے۔ خدمت کو احسان نہیں فرمایا بلکہ حق فرمایا۔ یعنی جب تم کسی رشتہ دار کی خدمت کرو گے تو اپنا فرض ادا کرو گے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ تم نے ان پر احسان کیا۔ یہ سمجھنا کہ تم نے اپنا فرض ادا کیا۔ فرض ہر حال میں ادا ہوتا ہے۔ رشتہ دار ہمارے ساتھ برائی کرے یا بھلائی کرے۔ اگر بدلہ ہوتا تو رشتہ دار کی بُرائی کے بعد حسن سلوک کا حکم باقی نہیں رہتا، لیکن خدا کا فطری مذہب جانتا تھا کہ تکلیف اپنوں ہی سے پہنچتی ہے۔ اپنوں کے برتاؤ سے کلیجے میں زخم پڑتے ہیں۔ بھائی کو سب سے زیادہ بھائی دکھ دیتا ہے بھائی کو تکلیف دینے والی سب سے زیادہ بہن ہوتی ہے۔ یہی رشتے محبت کے ہیں اور یہی رشتے اگر اغراض میں اندھے ہو جائیں تو دشمنی اور عداوت کے ہیں۔ اس لئے سورہ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ الخ

اگر تمہیں کسی رشتہ دار سے تکلیف پہنچ جائے تو تم جیسے دولتمندوں اور صاحب وسعت لوگوں کو زیب نہیں دیتا کہ غریب رشتہ داروں کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیں۔

محتاجوں کی امداد

وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ

یہ معراج کا چوتھا پیغام ہے کہ محتاجوں اور مسافروں کی خدمت کو اپنا شیوہ بناؤ۔

محتاجوں اور مسافروں کی خدمت کی ہزار شکلیں ہیں اور اس میں نہ مذہب کا امتیاز ہے نہ قوم و ملک کا۔ محتاج، محتاج ہے اور مسافر، مسافر ہے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو اور کسی قوم کا فرد ہو۔

ظاہر ہوا کہ اسلام غریبوں کی امداد کے معاملہ میں بھی تعصب اور تنگدلی کا شکار نہیں ہے۔ اسلام کا دل درد کی ہر چیخ سے تڑپ اٹھتا ہے خواہ وہ چیخ کسی مسلمان کی ہو یا غیر مسلم کی۔ انسان کی ہو یا کسی اور جاندار کی۔

جو دل مصیبت زدہ انسانوں میں مذہب اور قومیت کے رشتوں کو تلاش کرتے ہیں، وہ انسانی دل نہیں حیوانی دل ہیں۔

انسانیت ان تعصب زدہ انسانوں پر لعنت بھیجتی ہے اور ان سے پناہ مانگتی ہے۔

انسانی جان کی حفاظت

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ

انسانی جان بے قیمت ہو گئی تھی — سانپ بچھوؤں کو دودھ پلایا جاتا تھا اور خدا کی پیاری مخلوق "انسان" کو نیزوں پر نچایا جاتا تھا اور درندوں سے پھڑوا کر تالیوں اور قہقہوں سے خوشی کا اظہار کیا جاتا تھا۔ مالک نے اپنے محبوب کو بلایا اور انسانیت کو اس کے چھنے ہوئے حقوق واپس دلوانے کا ذمہ دار بنا کر زمین پر واپس لوٹایا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں اپنی دنیا الگ بسائی اور اس میں اعلان فرمایا محمدؐ کے دورِ رحمت میں اب انسان کی بے عزتی برداشت نہیں کی جائے گی — انسان کے خدا نے جو آزادی اور عظمت اسے عطا فرمائی ہے اب وہ انسان کو مکمل مل کر رہے گی۔ انسانی جان و مال کی حفاظت کے لئے جو عہد و پیمان محمدؐ نے اپنے خدا سے کیا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی پابندی میں جان و مال کی بازی لگانے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پاک کی سرزمین پر ایک حقیقی جمہوری اسٹیٹ بنائی جس میں جمہور کو وہ سارے حقوق دیے جن سے وہ محروم ہو گئے تھے۔

یہودی، نصرانی، دوست، دشمن سب کی جانیں محفوظ ہو گئیں۔ سب کو دن کا چین اور رات کا آرام ملا، روٹی ملی، کپڑا ملا اور وہ سب کچھ ملا جس سے ایک خوش حال زندگی بنتی ہے۔

عہد کی پابندی

وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ

طاقت کا عذر کہتا ہے کہ نہ عہد کی پابندی کوئی چیز ہے نہ زبان کی پاسداری۔ سب چیزیں کمزوروں کے لئے ہیں۔ خدا کے رسول کمزور زندگی (دار الکفر کی زندگی) سے نکل کر مدینہ کی آزاد اور طاقتور زندگی کی طرف جانے والے تھے۔ ایسی حالت میں خدا نے اپنے رسولؐ کو خاص اہتمام سے ملاقات کا شرف بخشا اور معراج میں بلا کر حکم دیا۔ اے نبی! تمہیں عہد کی پابندی کی نئی مثال قائم کرنی ہے۔ طاقت میں آ کر عہد پر قائم رہنا ہے۔ مدینہ کے تاجدار کو زبان کی پاسداری کرنی ہے اور دنیا کو یہ بتانا ہے کہ معاہدہ وقت گزارنے اور دشمن کی کمزوری کا انتظار کرنے کا نہیں ہے۔ معاہدہ ایک اہم ذمہ داری ہے جب عہد و پیمان کر لو تو اس پر قائم رہو۔ پابندیٔ عہد کے مقابلہ میں نہ قومی مفاد کوئی چیز ہے نہ ذاتی مفاد کی کوئی قیمت ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ پر قائم رہنے کی جو مثالیں قائم کیں، وہ بادشاہوں، حکمرانوں اور طاقتوروں کے لئے ہدایت کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔

پورا ناپو، پورا تولو

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ

پورا ناپنا اور پورا تولنا اگرچہ عہد کی پابندی میں داخل ہے کیونکہ قانون اور رواج سے جو وزن یا پیمانہ مقرر ہو جاتا ہے وہ بھی درحقیقت ایک معاہدہ ہوتا ہے جس کی پابندی عقل و مذہب دونوں کے نزدیک ضروری ہوتی ہے مگر معراج رسولؐ کے پیغام نے معاملہ ہی کو مستقل حیثیت دے کر پیش کیا ہے۔ وجہ اس کی ظاہر ہے کہ عام لوگ اس بددیانتی میں گرفتار ہوتے ہیں اور اس طرح کی بے ایمانی سے کمائے ہوئے پیسے کو ماں کا شیر سمجھتے ہیں۔ خاص کر وہ طبقے جو قوم کے اقتصادی اور معاشی وسائل پر قابض

اے نبی! تمہیں عہد کی پابندی کی نئی مثال قائم کرنی ہے۔

ہوتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ملک کے عام باشندے بڑی سے بڑی بے ایمانی پر بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو وہ تجارتی لین دین میں بڑی سے بڑی بلیک مارکیٹ کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔

چھوٹا دوکاندار ڈرتا ہے کہ اگر میں نے ڈنڈی ماری تو گاہک میرا گریبان پکڑے گا مگر بڑے سے بڑے مل مالک مہاجن اور سیٹھ عوام کی دست برد سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں کیونکہ انہیں قانون کے محافظوں کی سرپرستی حاصل ہوتی ہے۔

اسلام اسی وجہ سے قانون کے ذمہ دار حکام سے لے کر عوام کے ہر طبقہ کو مخاطب کرتا ہے اور تاجروں اور کارخانہ داروں کی کڑی نگرانی کرنے کا حکم دیتا ہے اور جو لوگ عوام کی معاشی پریشانیوں کا سبب بنتے ہیں ان کے لئے سخت سے سخت سزائیں مقرر کرتا ہے۔

انتخاب لاجواب ——— خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان

خوارج کو ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے جوابات

خوارج حروریوں کی ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جمع ہو گئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ان سے مناظرہ کے لئے پہنچے تو انہوں نے تین سوال کئے تھے۔

پہلا سوال یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم بنالیا حالانکہ ازروئے قرآن مجید اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (حکم صرف اللہ ہی کا ہوگا)۔

ان کا دوسرا سوال یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مخالفوں سے لڑائی کی۔ لڑائی کے بعد مخالفین کے بال بچوں کو قید نہیں کیا نہ ان کے اموال کو غنیمت قرار دیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں سے انہوں نے لڑائی کی وہ کافر نہ تھے اور مسلمانوں سے جنگ حلال نہ تھی۔

تیسرا سوال ان کا یہ تھا کہ انہوں نے اپنے نام کے ساتھ امیرالمومنین کا لفظ مٹا دیا، لہٰذا وہ امیرالکافرین ہیں۔

ان سوالات کا جواب دینے سے قبل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا "اگر ان سوالات کا جواب قرآن و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دے دیا جائے تو کیا آپ لوگ مان جائیں گے؟"

انہوں نے کہا "ہاں"۔

پہلے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں آپ کے سامنے ایک آیت تلاوت کرتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نے پاؤ درہم کی چیز مثلاً خرگوش وغیرہ کی قسم کے شکار کرنے پر دو آدمیوں کو حکم بنانے کی تعلیم دی۔ فرمان باری تعالیٰ:

یاایھا الذین آمنوا لاتقتلوا الصید وانتم حرم ومن قتلہ منکم متعمداً فجزاء مثل ماقتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم (المائدہ ۹۶)

(ترجمہ) اے مومنو! جب تم نے احرام باندھ رکھا ہو تو شکار نہ مارو اور جو تم سے قصداً شکار مارے تو اسے چوپاؤں میں مارے ہوئے جانور کے مثل بدلہ دینا ہوگا اور اس کا فیصلہ تم میں سے دو عدل والے کریں گے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے دو انسانوں کو حکم بنانے کے لئے کہا ہے۔ اب آپ لوگ فیصلہ کیجئے کہ اس قسم کے شکار میں انسانوں کو حکم بنانا زیادہ مفید ہے یا آپس میں صلاح اور خون کے معاملات میں؟ ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ خود ہی فیصلہ کر دیتا اور کسی انسان کو حکم نہ بناتا۔ ایک اور مقام پر عورت اور اس کے شوہر میں صلح صفائی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حکم بنایا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما (النساء: ۳۶)

(ترجمہ) اگر وہ دونوں صلح کرنا چاہیں تو اللہ ان کے درمیان توفیق کر دے گا۔

دیکھئے یہاں اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کو حکم بنانا ایک بے خطر سنت قرار دیا۔ اب بتائیے آپ کو جواب مل گیا؟

انہوں نے کہا "ہاں"۔

٭ ٭ ٭

دوسرے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا "کیا اپنی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنا لیتے؟ کیا جس طرح غیر مسلم کنیزوں کے ساتھ سلوک روا رکھا جاتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روا رکھا جاتا؟

یہ تو کفر ہو جاتا جبکہ وہ ہماری ماں ہیں اگر تم کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں تو بھی کفر لازم ہوگا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم (احزاب: ۶)

(ترجمہ) نبی مؤمنوں کا خود ان کی جانوں سے زیادہ والی ہے اور اس کی بیویاں مؤمنین کی مائیں ہیں۔

اندریں حالات دونوں صورتیں گمراہی تھیں اور جو بھی کارروائی ان کے ساتھ کی جاتی وہ ضلالت

ہوتی۔ اب بتاؤ تمہیں اس پر کوئی اعتراض ہے ؟

انہوں نے کہا۔ "نہیں۔"

٭ ٭ ٭

اب رہ جاتی ہے تمہاری تیسری بات کہ حضرت علیؓ نے اپنے نام سے امیرالمؤمنین کا لفظ مٹا دیا؛ تو میں اس کے جواب میں تمہیں صلح حدیبیہ کی یاد دلاتا ہوں۔ جب معاہدہ کے الفاظ املاء کراتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے کہا تھا کہ لکھو۔ یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ نے صلح کی'۔ تو مشرکوں نے کہا۔ "واللہ یہ نہیں لکھا جائے گا۔ ہمیں تمہارے رسول اللہ ہونے پر اعتراض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں۔ اچھا تو لکھو علی۔ یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی۔" واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ سے زیادہ بہتر و بلند مرتبہ تھے اور جب آپ نے اپنے لئے رسالت کا منصب مٹا دیا تو اس سے یہ مراد نہ تھی کہ آپؐ نبی یا رسول نہیں ہے۔ (حاشیہ کتاب الاموال بحوالہ مستدرک حاکم صفحہ ۱۵۰ ج ۲)

احکام قرآنی پر تصنیفات

اسلام کے عہد کمال کے ائمہ مجتہدین اور علماء اسلام نے قرآن مجید کے فقہی اور قانونی پہلو پر غور و فکر سے پہلوتہی نہیں کی بلکہ پوری نکتہ سنجی کے ساتھ اس فرض کو ادا کیا ہے۔ تحریر و فن کی حیثیت سے سب سے پہلے امام شافعیؒ نے اس موضوع پر کتاب لکھی اور اس کے بعد فقہ اسلامی کے چاروں ارکان مالکی۔ شافعی۔ حنفی اور حنبلی نے اس بحث پر کتابیں لکھیں، چنانچہ کشف الظنون کے حوالے سے حسب ذیل تصانیف کا پتہ چلتا ہے:

عدد	کتاب کا نام	مصنف کا نام	مصنف کا سال وفات
۱	احکام القرآن	امام شافعیؒ	سنہ ۲۰۴ھ
۲	" "	ابوالحسن علی بن حجر سعدیؒ	سنہ ۲۴۴ھ
۳	" "	قاضی ابواسحٰق اسمٰعیل بن اسحٰق ازدی بصری	سنہ ۲۸۲ھ
۴	" "	ابوالحسن علی بن موسیٰ بن یزداد قمی حنفی	سنہ ۳۰۵ھ
۵	" "	امام ابوجعفر احمد طحاوی حنفی	سنہ ۳۲۱ھ
۶	" "	ابومحمد قاسم بن اصبغ قرطبی مالکی	سنہ ۳۴۰ھ
۷	" "	ابوبکر جصاص رازی حنفی	سنہ ۳۷۰ھ
۸	" "	ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	سنہ ۴۵۸ھ

طریقہ فال گرفتن از قرآن مجید

عبدالرحیم خان خاناں نے قرآن مجید سے فال دیکھنے کا طریقہ ایک یادگاری قرآن کے آخر میں درج کیا ہے۔

باسمہٖ سبحانہ طریق فال جلالی اینست کہ اول یک نوبت فاتحۃ الکتاب بخواند وسہ مرتبہ قل ھو اللہ احد و آیۃ الکرسی تا خالدون بعد ازاں دہ کرۃ درود فرستد بعد ازاں مصحف مجید را در دست گرفتہ دایں ایتہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو ویعلم فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین را خواندہ مصحف را بکشاید وکلمہ جلیلہ اللہ را کہ در صفحتین باشد بشمار ہرچہ بشمار آید سہ عدد اسم مبارک اسم اللہ بران بیفزاید ہر قدر کہ جمع شود او را بشمار رو بعد از اتمام شمار ہر جا کہ رسد از صفحہ یمنی سطور بشمارد ہر جا کہ شمار تمام شود معنی ایتے کہ شمار سطر بانجا منتہی شدہ باشد ملاحظہ معنی آیت نمودہ حکم آں را بمنزلہ وحی بداند۔ شب پنجشنبہ یازدہم ذیقعدہ ۱۰۳۲ھ حررہ عبدالرحیم بن محمد بیرم عفا عنہ در قصبہ کہرکون من مضافات بیجانگر

تاثیر قرآن

اگر دل میں خدا کے نام کی عظمت ہو تو ایک آیت زندگی میں انقلاب برپا کرنے کے لئے کافی ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ جو پہلے ایک رہزن اور ڈاکو تھے ان کی زندگی میں انقلاب اس سے آگیا کہ وہ کہیں واردات کرنے گئے تھے۔ کوئی شخص قرآن مجید پڑھ رہا تھا۔ ان کے کان میں یہ آیت پڑی۔ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ" (کیا ابھی ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور آیات حقانی سے لرز جائیں) کہنے لگے وقت آگیا' وقت آگیا اور توبہ کی' ولایت کو پہنچ گئے۔

مسماۃ حضرۃ مکھن بی حیدر آباد دکن

یہ حافظ قرآن تھیں۔ تمام روز تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہتیں، ان کے پاس چالیس خادمائیں تھیں۔ وہ قرآن مجید کی حافظ تھیں۔ نماز تراویح میں قرآن مجید سناتی تھیں اور بقیہ خادمائیں سنا کرتی تھیں۔

مرزا حسام الدین بن قاضی نظام الدینؒ

مرزا حسام الدین بن قاضی نظام الدین حنفی بدخشی ثم دہلوی۔ آپ ۹۷۷ھ میں ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ خانخاناں ان کے والد کے شاگرد تھے۔ اکبر بادشاہ نے ان کو اپنے لشکر میں عبدالرحیم خانخاناں کے زیر قیادت داخل کر دیا تھا۔ انہوں نے کچھ دنوں لشکر کی خدمت با دل نخواستہ سرانجام دی۔ آخر کار بلطائف الحیل اس خدمت سے مستعفی ہوئے اور دہلی آ گئے۔ یہاں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے دربار فیض آثار میں رہ

کر فیوضات سے مستفیض ہوئے اور خلیفہ مجاز ہوئے اور پیر ومرشد کی وفات تک برابر ان کی خدمت کرتے رہے۔ قرآن مجید کو ایک ماہ میں پندرہ مرتبہ ختم کر لیتے تھے۔ آپ کے نام مکتوبات امام ربانی تقریباً پندرہ عدد ہیں۔ ۱۰۴۳ھ میں آگرہ میں انتقال ہوا اور دہلی میں اپنے پیر ومرشد کے مقبرے میں دفن ہوئے۔ رحمہم اللہ تعالےٰ۔

ابوبکر بن عیاش
محدث اعظم

دوسری صدی ہجری کے ایک جلیل القدر بزرگ ہیں۔ ابوبکر بن عیاش حضرت عبداللہ بن المبارک اور عبدالرحمٰن بن مہدی اور علی بن المدینی جیسے ائمہ حدیث اور اساطین علم ان کے شاگردوں میں ہیں۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ جیسے اکابر ان کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ امام نوویؒ نے شرح مسلم میں ان کے صاحبزادہ ابراہیم کی روایت سے نقل کیا ہے کہ والد ماجد (ابوبکر ابن عیاش) نے مجھ سے فرمایا: "خدا کا فضل ہے تمہارے باپ سے کبھی بے حیائی اور بداخلاقی کا کوئی عمل سرزد نہیں ہوا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے فواحش سے میرا دامن پاک رکھا ہے) اور اسی اللہ کی توفیق سے تیس سال سے میرا معمول ہے کہ روزانہ ایک قرآن مجید ختم کر لیتا ہوں۔

انہیں ابوبکر بن عیاش کے متعلق مروی ہے کہ اپنے صاحبزادہ سے انہوں نے فرمایا۔ "دیکھو اپنے کو اس سے بہت بچائیو کہ میرے اس حجرہ میں تم سے کوئی معصیت سرزد ہو۔ میں نے اس میں بارہ ہزار دفعہ قرآن مجید ختم کیا ہے (یعنی قرآن پاک کے جو انوار اس حجرہ کے درودیوار اور اس فضا میں سرایت کر گئے ہیں ان کی حرمت کا حق ہے کہ اس حجرہ میں اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ ہو۔

انتقال کے وقت ان کی صاحبزادی رونے لگیں تو فرمایا:

"بیٹی مت روؤ۔ رونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ کیا تمہیں اس کا ڈر ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہارے باپ کو عذاب میں ڈالے گا۔ میں نے اپنے گھر کے اس گوشہ میں چوبیس ہزار دفعہ قرآن پاک ختم کیا ہے (اس لئے مجھے اور تمہیں اپنے ارحم الراحمین مالک سے رحمت ومغفرت ہی کی امید رکھنی چاہیئے)۔

انہیں ابوبکر بن عیاش کے متعلق ان کے ہم عصر جلیل القدر امام یزید بن ہارون کا بیان ہے کہ "چالیس سال تک پہلو زمین سے نہیں لگایا (یعنی چالیس سال تک لیٹے ہی نہیں)۔

ماخوذ (شرح مسلم للنووی)

ضرورت رشتہ

دولۃ قطر میں ایک سرکاری خطیب کے لئے ایک سنی حنفی دیوبندی حافظہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ درج بالا صفات کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شرط نہیں۔ سرپرست اور والدین اس پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

قاری محمد طیب ہارونی
خطیب مسجد بیت المکرم
شادمان کالونی، لاہور

علماء اور مدارس عربیہ کے مہتمم حضرات کے لئے خوشخبری
پاکستان میں ایک نایاب اور انتہائی قابل قدر مجموعہ کی اشاعت
امام ابوحنیفہؒ کے ۱۵ مسانید کا علمی اور فقہی مجموعہ
احادیث وآثار اور اسناد کا حسین امتزاج

صفحات گیارہ سو سے زائد — جامع المسانید — (عربی)

خوبصورت دو چرمی جلدوں میں ایک ضخیم علمی شہ پارہ
دو جلدوں کی قیمت -/۱۰۰ روپے، مدارس عربیہ کے لئے بیس فیصد رعایت
دو سیٹ منگوانے پر ڈاک خرچ معاف

ناظم اشاعت المعارف، سمندری، فیصل آباد

ھوالشافی — ھوالکافی

سفوف ہاضم

گیس۔ جلن تبخیر معدہ کے لئے خوش ذائقہ اور لذیذ غذی اعصابی ہے۔ ترشی و تیزابیت کو دور کرتی ہے کھٹی ڈکاروں، ہچکی، پیٹ میں ہوا کا گولہ۔ پیٹ کی درد۔ ریاح۔ بدہضمی۔ بھوک نہ لگنا۔ خارش۔ قبض۔ پھوڑے پھنسی احتلام مزمن بوجہ ضعف معدہ وجگر۔ تبخیر معدہ اور مالیخولیا کے لئے آب حیات ہے۔

قیمت -/۶ روپے

خالد کلینک و فارمیسی ریلوے روڈ پڈعیدن

یادِ رفتگاں

ضیاء تسنیم بلگرامی

امام الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہؒ مہاجر مکیؒ

سہارنپور کے قصبے نانوتہ میں ۳ جنوری ۱۸۱۸ء میں ایک بچہ پیدا ہوا۔ باپ نے اسکا نام امداد حسین رکھدیا۔ ابھی یہ سات سال کے تھے کہ ماں نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ نزع کے وقت ماں نے اپنی دوسری اولادوں کے مقابلے میں امداد حسین کو زیادہ اہمیت دی۔ انہوں نے خاندان کے ذمہ دار حضرات کو آبدیدہ نظروں سے دیکھا اور نحیف اور غمزدہ آواز میں وصیت کی: "لوگو! میں جا رہی ہوں ہمیشہ کے لیے۔ مرنے سے پہلے ایک وصیت کرنا چاہتی ہوں۔ کیا آپ لوگ میرے بعد اس پر عمل پیرا رہنے کا وعدہ فرمائیں گے؟"

ایک بزرگ عورت روتی ہوئی جاں بلب مریضہ کے پاس پہنچی اور وعدہ کیا: "میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہاری وصیت پر حرف بہ حرف عمل کیا جائے گا۔ اپنی وصیت سے مجھے آگاہ کر دو۔"

مریضہ نے اپنے بیٹے امداد حسین کا ہاتھ اس عورت کے ہاتھ میں دے دیا اور سوگوار لہجے میں کہا: "میرے اس بچے کا بطورِ خاص خیال رکھا جائے۔ اس کی غلطیوں اور خطاؤں کو نظر انداز کیا جاتا رہے، اسے مار اور جھڑکیوں تک سے بچایا جائے۔"

بزرگ عورت نے امداد حسین کو اپنے سینے سے لگا لیا اور روتے ہوئے وعدہ کیا: "تمہاری وصیت پر پوری طرح عمل کیا جائے گا بہن، تم بے فکر رہو، کس کی مجال ہے کہ تمہارے امداد حسین کو ترچھی نظروں سے دیکھنے کی جرأت کرے۔"

ماں کا انتقال ہو گیا اور بیٹا اس ناز و نعم سے پرورش پانے لگا کہ زندگی کے ہر معاملے میں اسے اس کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔ وہ کچھ بھی کرے کوئی اسے ٹوک نہ سکتا تھا۔ یہاں تک کہ بہت سے ایسے کام جن کا اختیار کرنا یا انجام دینا ضروری ہوتا، کوئی زبان تک لاتے ہوئے گھبراتا تھا۔ بچے کی دلجوئی کے شدید احساس اور پاسِ خاطر کے بے پناہ خیال نے لوگوں میں ایک طرح کی بے نیازی پیدا کر دی اور امداد حسین کو لوگوں کی عدم توجہی اور تغافل کا شکار ہو جانا پڑا۔ لوگوں نے ان کی تعلیم و تربیت پر بھی خاص توجہ نہ دی کیونکہ اس میں یہ امکان موجود تھا کہ کہیں کسی جگہ جبر سے کام نہ لینا پڑ جائے جس سے امداد حسین کی دل آزاری ہو اور ان کی ماں کی روح کرب میں مبتلا ہو جائے۔ انہیں خود ہی پڑھنے لکھنے کا شوق ہوا اور مختلف اساتذہ سے تحصیل علم کرتے رہے۔ سنِ شعور میں پہنچ کے دہلی گئے اور مولانا نصیر الدین دہلوی کے حلقۂ درس میں بیٹھ گئے۔ مولانا کا تعلق سید احمد شہیدؒ کی تحریک سے رہ چکا تھا اور یہ اپنی ذات میں بہت ساری خوبیاں رکھتے تھے۔ عالمِ دین، صوفی اور لائق سیاستدان۔ یہ اپنے طلبہ کو وہی درس دیا کرتے تھے جو تقریباً ایک سو سال پہلے شاہ ولی اللہ دہلویؒ پوری قوم کو دے چکے تھے اور ۱۸۳۱ء تک سید احمد شہیدؒ دیتے رہے تھے۔

نوجوان امداد حسین گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ صبح قریب تھی۔ کاروانِ شب کے آخری مسافر رخصت ہونے کو تھے، اس وقت امداد حسین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس ان کے اصحابؓ موجود تھے۔ امداد حسین پر اتنا رعب طاری تھا کہ پاؤں سو سو من کے ہو گئے تھے۔ گردن جھک گئی اور آنکھوں میں تابِ نظارہ باقی نہ رہی۔ اسی عالم میں کسی نے امداد حسین کا ہاتھ پکڑ لیا اور حکم دیا: "یہاں کیوں کھڑا ہے۔ آگے بڑھ، ہوش میں آ۔"

یہ آواز کسی آشنا کی تھی۔ گردن اوپر جو اٹھائی تو دیکھا دادا سامنے کھڑے ہیں۔ امداد حسین نے گڑگڑا کے سوال کیا: "دادا جان! اس وقت میں اپنے آپ میں نہیں ہوں اور میری ہمت جواب دے گئی ہے۔"

"تو میرا ہاتھ پکڑ لے" دادا نے کہا۔ "میرے ساتھ چل، میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لئے چلتا ہوں، ان سے تیری ملاقات کراتا ہوں، پریشان نہ ہونا۔"

دادا جان نے امداد حسین کی انگلی پکڑی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پہنچا دیا۔ دادا جان نے امداد حسین

کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا: "حضور! اسے میں آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ آپ جیسا بھی مناسب سمجھیں اس کے لئے...."

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد حسین کا ہاتھ ایک دوسرے شخص کے حوالے کر دیا اور فرمایا "یہ امداد حسین ہے۔ اس کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔"

امداد حسین نے ان بزرگ کو غور سے دیکھا اور ان کی شکل و صورت حافظے میں محفوظ کرلی۔ جب بیدار ہوئے تو ان عجیب حیرت و انتشار کی کیفیت طاری تھی۔ لاکھ حافظے پر زور دے کر پہچاننے کی کوشش کرتے لیکن پہچان نہ پاتے۔ اسی حیرت و انتشار میں کچھ دن گذر گئے۔ امداد حسین نے مشکوٰۃ شریف کا کچھ حصہ مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی سے پڑھا۔ اسی پریشانی اور انتشار میں ان کی ملاقات اپنے استاد محدث جلال آبادی سے ہوگئی۔ استاد نے پریشان اور کھوئے کھوئے چہرے کو بغور دیکھ کر سوال کیا۔ "امداد حسین! تم پریشان کیوں ہو؟ وجہ؟"

امداد حسین نے آبدیدہ نظروں سے اپنے اُستاد کو دیکھا اور رقت زدہ لہجے میں اپنا خواب بیان کر دیا۔ بولے۔ "جب سے یہ خواب دیکھا ہے میں ان بزرگ کی تلاش میں ہوں جن کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ دیا تھا۔"

محدث جلال آبادی مسکرا دیئے۔ بولے تو اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے؟

امداد حسین نے آزردگی سے جواب دیا۔ "جب تک ان بزرگ سے میری ملاقات نہیں ہو جاتی میں خود کو ناقص و نامکمل محسوس کرتا رہوں گا، اپنی ذات میں ایک کمی محسوس کرتا رہوں گا۔"

استاد نے کہا: "موضع لوہاری یہاں سے قریب ہی واقع ہے۔ وہاں چلے جاؤ لوہاری میں کسی سے بھی میاں جی نور محمد کا پتہ معلوم کر لینا۔ جا کر ان سے ملو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہاری پریشانی اور انتشار کا حتمی علاج کر دیں گے۔"

امداد حسین نے استاد کو متشکرانہ نظروں سے دیکھا اور اسی وقت پا پیادہ لوہاری روانہ ہوگئے۔ منزل مقصود تک پہنچتے پہنچتے ان کے پیروں میں آبلے پڑ گئے۔ وہ پھوٹنے لگے اور ان سے پانی جاری ہوگیا۔ لوہاری پہنچ کر لوگوں سے میاں جی نور محمد کا پتہ پوچھا تو انہوں نے امداد حسین کو اس مشہور بزرگ کے آستانے پر پہنچا دیا۔ آستانے میں داخل ہوتے ہی کسی نے میاں جی نور محمد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "وہ ہیں حضرت میاں جی نور محمد مدظلہ۔"

امداد حسین نے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی وہ بزرگ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ دیا تھا یہ ذرا آگے بڑھے اور انہیں پرشوق نظروں نظروں سے دیکھنے لگے۔ پھر خود رفتگی سے آگے بڑھے اور میاں جی نور محمد کے قدموں میں گر گئے۔ میاں جی نے انہیں قدموں سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور پوچھا۔ "کیا تمہیں اپنے خواب پر یقین کامل اور اعتبار واثق ہے۔"

امداد حسین نے جواب دیا: "حضرت ایک ایسا خواب جس میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوں شک و شبے سے بالا ہوتا ہے۔ میں اپنے خواب پر شک کس طرح کر سکتا ہوں، اس کی صداقت پر مجھے پہلے بھی یقین تھا، اب بھی یقین ہے۔"

میاں جی نور محمد نے پوچھا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا ہاتھ کس کے ہاتھ میں دیا تھا؟"

"آپ کے ہاتھ میں۔" امداد حسین نے جواب دیا۔ "اپنے خواب کی صداقت پر یقین تو تھا ہی، لیکن آپ نے جس طرح میرے خواب کا ذکر کیا ہے اس سے مجھے تو آپ کی ذات بابرکات میں فیوض و کمالات کا بھی یقین ہوگیا ہے ورنہ ایک ایسا خواب جس کا آپ کو کوئی علم نہیں ہونا چاہیئے، آپ اس سے واقف ہیں اور میرے بتائے بغیر آپ بتا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسی کرامت ہے کہ اس کا انکار ناممکن ہے۔"

میاں جی نے کہا۔ "اچھا تم میرے پاس ہی رہو۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام ہوں۔ میں تمہاری مادی اور روحانی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں"۔

امداد حسین میاں جی کے ساتھ رہنے لگے اور ایک مدت بعد خرقۂ خلافت حاصل کر لیا۔ اس موقع پر میاں جی نے پوچھا "اب بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟"

امداد حسین نے جواب دیا۔ "وہی جو خدا پسند کرتا ہے۔"

میاں جی نے کہا۔ "جواب واضح ہونا چاہیئے، تسخیر کے طالب ہو یا کیمیا چاہتے ہو؟ جو چاہو طلب کرو تمہیں بخش دیا جائے گا۔"

امداد حسین رونے لگے۔ کہا۔ "میں نے دُنیا کے لئے آپ کا دامن نہیں پکڑا ہے۔ میں خدا کو چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھ سے عظیم خدمات لے، اتنی عظیم کہ ان سے خدا کی مخلوق فیض یاب ہو، فائدہ اٹھائے۔"

میاں جی نے انہیں سینے سے لگا لیا۔ بولے۔ "میں تمہاری علوِ ہمتی کی داد دیتا ہوں۔ جاؤ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اور خدا تمہیں مایوس نہیں کرے گا۔ جو چاہتے ہو وہی ملے گا۔"

امداد حسین یہاں سے رخصت ہو کر گھر پہنچے تو اللہ اللہ کرنے لگے۔ ایک رات پھر خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یاد فرما رہے ہیں۔ امداد حسین نے پوچھا۔ "اب اس ناچیز کے لئے کیا

حکم ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟ ہمیں تمہارا انتظار ہے۔"

جب یہ جاگے تو فوراً سفر کی تیاری کر دی اور مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ وہاں ان کی ملاقات مولانا شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے ہو گئی یہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے صاحبزادے حضرت عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے نواسے تھے۔ انہوں نے شاہ ولی اللہ کی تحریک چلانے کی بھرپور کوشش کی تھی اور پورے برصغیر میں ایک ہلچل مچا دی تھی لیکن اپنوں اور غیروں کی مخالفت اور ریشہ دوانیوں نے انہیں ناکام بنا دیا تھا اسی جدوجہد میں سید احمد شہید ہو گئے تھے۔ شاہ محمد اسحٰق تحریک کی ناکامی کے بعد مکہ معظمہ ہجرت کر گئے اور وہیں مستقل اقامت اختیار کر لی۔ وہ یہیں سے برصغیر کی تحریک کی قیادت فرما رہے تھے۔

انہوں نے نوجوان امداد حسین سے دریافت کیا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

جواب ملا۔ "امداد حسین۔"

شاہ اسحٰق نے کہا۔ "نہیں، آج سے تم امداد حسین نہیں رہے، امداد اللہ کہلاؤ گے۔"

انہوں نے جواب دیا۔ "بسر و چشم، مجھے منظور ہے۔"

شاہ اسحٰق کی صحبت نے تو ان کی کایا ہی پلٹ دی۔ انہیں یہاں سے جو تعلیمات ملیں وہ نہایت عجیب و غریب اور منفرد تھیں۔

شاہ اسحٰق نے دریافت کیا۔ "برصغیر کی کیا حالت ہے؟"

امداد اللہ نے جواب دیا۔ "بہت بُری حالت ہے۔ مغل بادشاہ کی برائے نام حکومت ہے ایسٹ انڈیا کمپنی کے سفید تاجر آہستہ آہستہ پورے ہندوستان پر قابض ہوتے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اب گلی کوچوں اور بازاروں میں شاہی منادیوں آواز لگاتا ہے۔ "خلق خدا کی، ملک بادشاہ کا، حکم کمپنی بہادر کا" فسق و فجور عام ہے۔ ہر طرف بے عملی کا دور دورہ ہے۔ کفار چاق و چوبند ہیں اور مسلمان تغافل اور تفاخر میں مبتلا ہیں۔"

شاہ اسحٰق نے کہا۔ "تم ہندوستان واپس جاؤ گے اور شاہ ولی اللہ کی تحریک کو آگے بڑھاؤ گے۔"

امداد اللہ نے پوچھا۔ "شاہ ولی اللہ کی تحریک کا نصب العین کیا ہے اور وہ ہندوستان میں کیسا انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے؟"

شاہ اسحٰق نے جواب دیا۔ "ہم تمہیں شاہ صاحبؒ کی تحریک کے نصب العین سے اچھی طرح باخبر کر دیں گے اور یہ تحریک کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے ان تدابیر پر بھی روشنی ڈالیں گے۔"

امداد اللہ شاہ اسحٰقؒ کے پاس رہنے لگے۔ انہیں یہ خیال بھی ستاتا رہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلب فرمایا ہے اور وہاں حاضری دینا ضروری ہے لیکن انہوں نے سوچا کہ پہلے شاہ صاحب کی تحریک اور اس کا نصب العین سمجھ لیا جائے کیونکہ اس تحریک کا تعلق بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا اور غایت ہی سے ہو گا۔

⁂ ⁂ ⁂

شاہ اسحٰق نے ہندوستان کی بربادی اور تباہی کے دو سبب بتلاتے ہوئے کہا۔ "شاہ ولی اللہؒ نے ہندوستان کی زبوں حالی کے دو بنیادی سبب معلوم کر لئے تھے۔ پہلا سبب یہ ہے کہ ملک میں خاص خاص طبقے اس بات کے عادی ہو گئے ہیں کہ کچھ کئے دھرے بغیر اپنے کسی خاص امتیاز کی بنا پر مراعات حقوق کے مستحق قرار پائیں۔ یہ لوگ قاری، عالم، شاعر اور وہ سجادہ نشین درویش ہوتے ہیں جو بادشاہوں کی طرف سے عطیے اور وظیفے پاتے ہیں۔ ان کا مطمع نظر ملک اور قوم کی خدمت کرنا نہیں محض دریوزہ گری ہوتا ہے۔ یہ حضرات بھیک کے نئے نئے ڈھنگ نکالتے ہیں۔ مختلف حیلے بہانوں سے بادشاہ اور امراء سے رقمیں وصول کرنا اور اپنا ذریعہ معیشت فراہم کرنا ان کا نصب العین ہوتا ہے۔ ان مہذب دریوزہ گروں کا ایک گروہ جاتا ہے تو دوسرا نازل ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ ملکی باشندوں کی زندگی تنگ کر رہے ہیں اور ملک اور قوم پر بارِ گراں بنتے جا رہے ہیں۔

خرابی اور بربادی کا دوسرا سبب یہ ہے کہ کاشتکاروں، سوداگروں اور دستکاروں پر بھاری بھاری محصول لگائے گئے ہیں اور ان کی وصولیابی میں انتہائی سختی سے کام لیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جبر و تشدد اور بھوک اور افلاس میں مبتلا وفادار رعایا بھی بغاوت پر اُتر آتی ہے۔ اس بغاوت کو دبانے کے لئے غیر معمولی فوجی طاقت کی ضرورت پڑتی ہے اور اس غیر معمولی فوجی قوت کے مصارف بھی رعایا ہی سے جبر و تشدد سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ مہذب دریوزہ گروں کی پرورش اور فوجی قوت کے غیر معمولی مصارف نے ملک اور قوم کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔"

امداد اللہ نے ملکی اور قومی تباہی اور بربادی کا یہ دلنشیں اور پُراثر تجزیہ سُنا تو جذباتی ہو گئے۔ پوچھا۔ "پھر ملک اور قوم کی اصلاح و بہبود کن باتوں پر منحصر ہے؟"

شاہ اسحٰق نے جواب دیا۔ "ملک کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے کہ ملک میں محصول کم سے کم ہوں اور دفاع پر بقدر ضرورت صرف کیا جائے اور حالات ایسے پیدا کئے جائیں کہ اندرونی بغاوت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔"

یہ اتنا بڑا انکشاف تھا کہ اس کے بوجھ نے امداد اللہ کو گم سُم کر دیا اور وہ اس مختصر تقریر پر گھنٹوں غور کرتے رہے۔ اس وقت پُورا ہندوستان ان کے سامنے تھا۔ پُورا ہندوستان اور اس کا گھُن لگا معاشرہ اپنے طبقات کے ساتھ ایک ایک کر کے ان کے

عرصہ خیال سے گزرنے لگا۔ امرا، شعرا، دنیادار سجادہ نشین، خانقاہوں کے مجاور، خود غرض اور زمانہ ساز علماء یہ سب گدھوں کی طرح ملک اور قوم کے نیم جان جسم سے چمٹے ہوئے نوچنے کھانے میں معروف دکھائی دیئے۔ ملک اور قوم کا نیم جان جسم کاشتکاروں دستکاروں تاجروں اور مزدوروں کا تھا۔ امداد اللہ نے سوچا کہ وہ تو ایک ایسی سمت میں جانے والے تھے جہاں دنیا اور اہلِ دنیا کی نفی ہو جاتی تھی، لیکن خدا انہیں دنیا والوں کی طرف لے جا رہا تھا۔ پھر انہیں یاد آیا کہ انہوں نے اپنے پیر و مرشد حضرت میاں جی نور محمد سے طلب بھی تو یہی چیزیں کی تھیں۔ انہوں نے حضرت میاں جی سے کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھ سے کوئی عظیم کام لے۔ اتنی عظیم خدمات کہ ان سے خدا کی مخلوق فیضیاب ہو، فائدہ اٹھائے۔ انہوں نے خیال کیا کہ ان کی خواہش پوری کی جا چکی ہے اور خدا ان سے جس نوع کی خدمات لینا چاہتا ہے وہ یہی ہیں جن سے خدا کی خوشنودی حاصل ہو گی اور جن سے خدا کی مخلوق عظیم فائدہ اٹھائے گی۔ اب ان کا شاہ اسحٰق کی صحبت میں رہنے اور ان کی تقریریں سننے میں اتنا جی لگنے لگا کہ ہر وقت یہی جی چاہتا کہ شاہ اسحٰق بولتے رہیں اور وہ سنتے رہیں۔"

ایک دن شاہ اسحٰق نے کہا۔ "کیا تم واقف ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں کیوں تشریف لائے تھے؟"

امداد اللہ نے جواب دیا۔ "واقف ہوں لیکن یہ بھی جانتا ہوں کہ جو غرض و غایت آپ بتائیں گے وہ زیادہ حقیقی اور اعلیٰ و ارفع ہو گی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ میرے جواب کے بجائے خود ہی اس سوال کا مفصل اور مشرح جواب عنایت فرما دیں۔"

شاہ اسحٰق نے جواب دیا۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت دنیا کی یہ حالت تھی کہ دنیا عیش و عشرت میں بری طرح مبتلا تھی اور شاہانہ تکلفات کا مرض اقتصادی توازن کو دیمک کی طرح چاٹ چکا تھا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے دل میں القا کیا کہ وہ اس کا ایسا علاج کریں کہ مرض بھی ختم ہو جائے اور اس کا زہریلا مادہ بھی فنا ہو جائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اسباب و وجوہ پر غور فرمایا جن سے اس مرض کے جراثیم نشو و نما پا رہے تھے۔ پھر آپ نے ان کا علاج کیا اور ایک صالح گروہ پیدا کر دیا۔"

امداد اللہ نے بے لبی سے کہا۔ "حضرت آپ جو کچھ فرماتے ہیں اس میں معیشت اور اقتصادیات پیش پیش ہیں، آپ روحانیات کا ذکر بھی تو فرمائیں۔"

شاہ اسحٰق نے جواب دیا۔ "تباہ حال معیشت اور بری اقتصادی حالت جسم اور روح دونوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اس لئے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، کسی حال میں اور کسی وقت بھی۔"

اس دن شاہ اسحٰق نے انہیں جو تعلیم دی اور تقاریر کے ذریعے جو کچھ بتایا وہ شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ سے لیا گیا تھا۔ شاہ اسحٰق نے شاہ ولی اللہ کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا:

"اربابِ حکومت کا ٹھاٹھ اور تفاخر (ایک کا دوسرے سے بڑھ چڑھ کر رہنے کا مرض) معاشرے کا مزاج بگاڑ دیتا ہے۔ اس کا اثر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ ہر صاحبِ اقتدار اپنے ماتحت کو لوٹنے لگتا ہے۔ زمیندار اور جاگیردار کاشتکاروں کا خون چوسنے لگتے ہیں اور جنہیں غریب مزدوروں اور دستکاروں پر اختیار ہوتا ہے، وہ ان کے استحصال میں لگ جاتے ہیں اور بالآخر ماتحت طبقے اتنے گر جاتے ہیں کہ ان کی زندگی اور معیارِ زندگی کھیت جوتنے والے بیلوں اور بوجھ اٹھانے والے گدھوں اور گھوڑوں کے مانند ہو جاتی ہے۔ زر کشی اور زر اندوزی کے نئے نئے قانون بن گئے ہیں۔ انسان کی پیدائش کا حقیقی مقصد انسانوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ ایک طبقہ حد سے بڑھی ہوئی عیش اور دولت کی ہوس میں مبتلا ہو کر عقل و فکر کی چمک سے محروم ہو جاتا ہے اور دوسرا طبقہ پیٹ کی فکر میں ایسا سرگرداں رہتا ہے کہ فکرِ فردا نام کی کوئی شے اس کے سامنے باقی نہیں رہتی اور اس صورتِ حال کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ملک اور قوم کی تمام دولت سمٹ کر چند افراد کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے اور ان چند افراد کا سربراہ بادشاہ ہوتا ہے۔"

امداد اللہ حیرت زدہ اور مبہوت پلک جھپکائے بغیر شاہ اسحٰق کی تقریر سنتے رہے۔ یہ عجیب و غریب علم تھا۔ عجیب انکشافات تھے۔ ان کے دل و دماغ پر افکار کا بوجھ کسی پہاڑ کی طرح گر رہا تھا اور وہ خود کو اس بوجھ دبتا ہوا محسوس کر رہے تھے۔ شاہ اسحٰق کی تقریر جاری تھی۔ وہ کہہ رہے تھے:

"اقتصادی عدم توازن اور طبقۂ اعلیٰ کی شان و شوکت اور عیش پرستی نے ایک تیسرا طبقہ پیدا کر دیا۔ یہ طبقہ تن آسان، آرام طلب، سرکار پرست، خوشامدیوں کا طبقہ ہے جو بادشاہ اور شاہ پرستوں کے گرد جمع ہو گیا ہے اور مختلف طریقوں سے رقمیں وصول کرتا رہتا ہے۔ ان میں خانقاہ نشین اور شعرا بھی شامل ہیں۔ بھانڈ اور مسخرے بھی انہی میں شامل

جا سکتے ہیں۔ فنونِ لطیفہ کے لوگ بھی انہی میں شامل ہیں۔ فنونِ لطیفہ اور ادب اور شاعری کے لوگ بادشاہ کو ہمیشہ یہ باور کراتے رہتے ہیں کہ شانِ خسروانہ کا اظہار اسی طرح ہوتا ہے کہ بادشاہ ان کی سرپرستی کرتے رہیں۔"

امداد اللہ نے سہم کر دریافت کیا "حضرت اور کچھ؟"

شاہ اسحٰق نے کہا:

"ایسے تمام لوگ جنہیں لازمۂ تمدن مانا جاتا ہے درحقیقت مفت خورے ہیں۔ اپنے فن یا خوشامد کے ذریعے سے بادشاہ کو خوش کرنا کوئی مقصد نہیں۔ یہ مٹھی بھر لوگ مزدوروں اور کسانوں پر بار بن گئے ہیں اور اسی طرح خدا کی بیشتر مخلوق روز بروز افلاس، فلاکت اور تباہ حالی میں مبتلا ہو کر مادی اور روحانی فلاح و بہبود سے محروم ہوتی جا رہی ہے اور پورے ملک میں تمہیں ایک انسان بھی ایسا نہ ملے گا جسے عاقبت کی فکر ہو۔ امداد اللہ! ذرا اس قوم کا تصور تو کرو جس کی گردن پر ملوکیت، شاہ پرستی اور سرمایہ داری کا بھوت سوار ہو چکا ہو۔ اس کے ہوش و حواس گم ہو چکے ہوں گے۔ اور وہ انسانی شرف و عظمت سے گر کر چوپایوں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور ہو چکے ہوں گے، جسے دن رات پیٹ ہی کی فکر رہتی ہو اور یہ جہنم ہے کہ بھرنے کا نام ہی نہ لے۔"

اسی طرح شاہ اسحٰق انہیں ہر روز تعلیم دیتے رہے اور امداد اللہ اسے ذہن و طبیعت میں محفوظ کرتے رہے۔ جب وہ ان امراضِ مزمنہ کے پیشِ نظر تحریک اور اس کی کامیابی پر غور کرتے تو دل الجھ جاتا۔ کام بہت بڑا تھا اور اسے کامیابی سے چلانا نہایت غیر معمولی کام تھا کیونکہ اتنے بہت سارے امراض کا علاج کرنا کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ قوم اور ملک کے جسم میں جو امراض موجود تھے، ان میں بہت تو ایسے تھے جو دو مرضوں یا کئی مرضوں کے عمل اور ردِ عمل سے پیدا ہوئے تھے اور ان میں ایک مرض کا علاج دوسرے کے لئے زہر تھا۔ ان پیچیدہ امراض کے علاج میں وہی مشکل درپیش تھی جو ایک معالج کو اس وقت پیش آتی ہے جب وہ مالیخولیا اور بخار میں مبتلا کسی مریض کا علاج کرتا ہے اگر معالج بخار کے فساد سے بچنے کے لئے ترکِ غذا کا حکم دیتا ہے تو ترکِ غذا سے مالیخولیا میں شدت پیدا ہونے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مالیخولیا کو زائل کرنے کے لئے اگر مریض کو اچھی اچھی غذائیں کھانے کا مشورہ دیتا ہے تو بخار سے نقصان پہنچنے کا احتمال پیدا ہو جاتا ہے۔

شاہ اسحٰق کی صحبت اور تقریروں نے امداد اللہ کے دل میں ایک آگ لگا دی تھی۔ وہ جلد از جلد مدینہ منورہ جانے کے لئے بےچین تھے۔ راستے مخدوش تھے اور راہ میں لٹ جانے کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔ امداد اللہ نے خوف و خطر کو دل سے دور کیا اور مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانے پر حاضری دی اور جو ذمہ داریاں اور فرائض انہیں سونپے جا رہے تھے ان سے عہدہ برآ ہونے کی دعا مانگی۔

اس کے بعد آپ ہندوستان واپس گئے اب ان کے زیرِ مطالعہ شاہ ولی اللہ دہلوی کی حجۃ اللہ البالغہ تھی جس میں وہی تعلیمات بالتفصیل موجود تھیں جو شاہ اسحٰق تقاریر کی شکل میں دے چکے تھے۔ اس کتاب میں 'فکِ کل نظام' کی دعوت دی گئی تھی — فکِ کل نظام کا مطلب تھا ہمہ گیر انقلاب۔ سماجی اور سیاسی زندگی کے ہر شعبے میں انقلاب اور اس انقلاب کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا تھا کہ فوجی طاقت سے برپا کیا جائے۔

آپ نے جس جگہ قیام کیا تھا وہاں حسن علی شاہ نامی ایک بزرگ بیٹھا کرتے تھے۔ امداد اللہ کو دیکھتے ہی انہوں نے وہ جگہ چھوڑ دی اور دوسری جگہ چلے گئے۔ امداد اللہ کو یہاں یکسوئی سے بیٹھ کر ایک عظیم الشان منصوبہ بنانا تھا امداد اللہ کی تیز نظریں اپنے گرد و پیش کا جائزہ لے رہی تھیں۔ معاشرتی اور سیاسی زندگی کا ہر شعبہ اتنا داغدار تھا کہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کہاں کہاں پھایا رکھا جائے۔ امداد اللہ جس جگہ قیام فرما تھے' حضرت میاں جی نور محمد ملاقات کو پہنچے اور مل کر بہت خوش ہوئے۔ پڑوس میں ایک ایسا خاندان بھی رہتا تھا جو اس جگہ کی ملکیت کا دعوے دار تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ یہ جگہ حکومت اسے دے دے۔ میاں جی نور محمد کی بزرگی کا بڑا شہرہ تھا۔ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی۔ "حضرت! آپ خدا سے دعا کریں کہ یہ جگہ سرکار میرے نام کر دے۔ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ خدا آپ کی دعا رد نہیں کرے گا۔"

میاں جی نے فرمایا "ہم ایک شرط پر دعا کرنے کو تیار ہیں۔"

اس شخص نے کہا "ارشاد۔ میں ہر ممکنہ شرط پوری کرنے کو تیار ہوں۔"

میاں جی نے کہا "ہمارے امداد کو بیٹھنے کی تکلیف ہے۔ اگر تم بعد قبضہ اس جگہ ایک سہ دری بنوانے کا وعدہ کرو تو ہم تمہارے حق میں دعا کر دیں گے۔ اور اس سہ دری میں امداد اللہ رہیں گے۔"

اس شخص نے وعدہ کر لیا۔ "مجھے منظور ہے، آپ دعا فرمائیں۔"

میاں جی نے جاتے جاتے کہا: "ہم دُعا کرتے ہیں، تم سہ دری کی تعمیر کا بندوبست کر دو۔"

کچھ عرصے بعد یہ شخص میاں جی کے پاس پہنچا اور انہیں حکومت کا وہ پروانہ دکھایا جس میں سرسری طور پر یہ اطلاع دی گئی تھی کہ حکومت نے اس کے حق ملکیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس شخص نے خوش ہو کر کہا: "یہ سب کچھ آپ کی دُعا سے ہوا ہے۔"

میاں جی نے پوچھا: "لیکن تمہیں اپنا وعدہ بھی یاد ہے؟"

اس شخص نے ڈرامہ بنا کے جواب دیا "جی ہاں مجھے اپنا وعدہ یاد ہے، لیکن ایک مشکل پیش آ گئی ہے جس نے مجھے تشویش میں ڈال دیا ہے۔"

میاں جی نے پوچھا: "کیسی مشکل؟ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ۔"

اس شخص نے جواب دیا: "حضرت! آپ سے کیا چھپانا؟ بات دراصل یہ ہے کہ میری مالی حالت زیادہ اچھی نہیں ہے۔ اس وقت میں نے آپ سے سہ دری بنانے کا جوش میں آ کے وعدہ تو کر لیا تھا، لیکن اب جو اپنی مالی حالت پر غور کرتا ہوں تو خود کو اس کا اہل نہیں پاتا۔"

میاں جی نے بے نیازی سے پوچھا۔ "پھر اب کیا ارادہ ہے؟"

جواب ملا: "میں جزوی وعدہ پورا کر دوں گا۔ یعنی پوری سہ دری کی جگہ نصف تعمیر کرا دوں گا۔"

میاں جی نے لاپروائی سے کہا: "اچھا آدھی ہی سہی، جیسی تمہاری مرضی۔"

یہ شخص واپس گیا اور کچھ ہی عرصہ بعد دوبارہ حاضر ہوا۔ اب اس کے ہاتھ میں حکومت کا ایک اور کاغذ تھا۔ اس نے کاغذ میاں جی کی طرف بڑھا دیا۔ بولا: "حضرت! غضب ہو گیا، ستم ہو گیا۔ ذرا اسے ملاحظہ تو فرمائیے۔"

میاں جی نے یہ کاغذ لے لیا اور اسے پڑھنے لگے۔ اس میں حکومت نے اس شخص کو اپنے فیصلے سے مطلع کیا تھا کہ:

"حکومت نے اس زمین کے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک تم زندہ رہو گے اس زمین کے مالک رہو گے لیکن مرنے کے بعد اس کا حق ملکیت حکومت کو واپس چلا جائے گا۔ وہ جسے مناسب سمجھے گی دے دے گی۔"

میاں جی نے پوچھا۔ "تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟"

اس شخص نے تقریباً روتے ہوئے کہا۔ "حضرت! آدمی جو محنت و مشقت کر کے جائیداد بناتا ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ اس کی اولادیں یا متعلقین اس سے محروم رہیں۔ آپ کو میرے معاملے میں ایک بار اور دُعا کرنا پڑے گی۔"

میاں جی نے جواب دیا۔ "ہم دعا کیا خاک کریں، تو نے تو خود ہی آدھا کر دیا تھا۔ اب یہ شکایت کس بات کی؟"

اس شخص کی سمجھ میں معاملہ آ گیا، بولا "میں وعدہ کرتا ہوں کہ پوری سہ دری بنا دوں گا۔ میں قول سے پھر جانے پر نادم ہوں۔"

میاں جی نے کہا: "اچھا اب واپس جاؤ اور امداد اللہ کے لئے سہ دری بنوانے کی تیاری کرو۔"

چند دنوں بعد اس شخص کو حکومت کی طرف سے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ زمین کی ملکیت موروثی قرار پائی۔ اس نے خوش ہو کے امداد اللہ کے لئے سہ دری تعمیر کرا دی۔

امداد اللہ نے اپنے حصہ کی جائیداد بھی بھائیوں کو دے دی اور خود عسرت اور تنگدستی میں گذر کرنے لگے۔ آنے جانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ ان میں نہایت پڑھے لکھے لوگ بھی شامل تھے۔ ان پڑھے لوگوں سے ایک ایسی فہرست تیار ہونے لگی جو ہمہ گیر انقلاب میں ان کے ساتھی بننے والے تھے۔ ان میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولوی محمد ضامنؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سرفہرست تھے۔ ہمہ گیر انقلاب برپا کرنے کے موضوع پر گھنٹوں بحثیں ہوتیں۔ اور ایک شاندار فوجی انقلاب لانے کی تدابیر زیر بحث آتیں۔ آنے والوں میں ایک میر عبدالغنی بھی تھے۔ انکی آمد و رفت اچانک موقوف ہو گئی۔ امداد اللہ نے کسی سے دریافت کیا۔ "کیا بات ہے کئی دن سے میر عبدالغنی نظر نہیں آئے۔"

کسی نے جواب دیا: "حضرت! ان کا نہایت حسین و جمیل لڑکا انتقال کر گیا ہے۔ اس صدمے نے انہیں پاگل کر دیا ہے۔ وہ اپنے ہوش و حواس ہی میں نہیں مخبوط الحواس ہو گئے ہیں۔ آئیں تو کیونکر آئیں۔"

آپ نے کہا۔ "بھئی انہیں ایک بار ہمارے پاس تو لاؤ، ہم انہیں درست کر دیں گے۔"

جواب ملا: "کوشش کریں گے۔ اگر آ گئے تو آ گئے ورنہ زبردستی لانا بہت مشکل ہے۔"

"بہر حال لانے کی کوشش کرو۔"

انتظار میں کئی دن گزر گئے اور میر عبدالغنی کو نہیں لایا جا سکا۔ ایک دن راہ میں امداد اللہ کی ان سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے مخبوط الحواس میر عبدالغنی کا ہاتھ پکڑ لیا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ارشاد فرمایا: "عشق بر مردہ نباشد پائیدار۔"

میر عبدالغنی نے جھرجھری لی اور ہوش میں آ گئے۔ بے اختیار رسیے سے لگ کر رونے لگے۔

اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ان کا یہی کام رہ گیا تھا کہ وہ سماجی اور سیاسی احوال کا جائزہ لیتے رہیں۔ اس دوران شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تصنیف نے کچھ اور انکشافات کئے، ایسے انکشافات جس سے دل و دماغ لرز جائیں اور جن کی صداقت ابدی تھی۔

شاہ ولی اللہ اپنی کتاب میں یہ امراء پر زور دیتے تھے ؛

" زمین کا حقیقی مالک اللہ ہے لیکن ظاہری نظام کے لحاظ سے ملکیت ہے۔ باشندگان ملک کی حیثیت کسی مسافر خانے میں ٹھہرے ہوئے مسافروں جیسی ہے۔ سارے انسان برابر ہیں اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچ سکتا کہ وہ خود کو دوسرے انسانوں کی گردنوں کا مالک تصور کرے۔ ملک کے سربراہ کی وہ حیثیت ہے جو کسی وقف کے متولی کی ہوتی ہے۔ سربراہ وقف کے متولی کی طرح اتنا وظیفہ لے سکتا ہے کہ ملک کے عام باشندے کی طرح زندگی گزار سکے "۔

شاہ ولی اللہ کی اس کتاب میں اقتصادی اصول بھی موجود تھے۔ یہ بھی اپنی حیثیت اور تعریف کے اعتبار سے منفرد اور عجیب و غریب تھے۔ ان میں وہ حقائق بیان کئے گئے تھے جو عام فہم نہ تھے اور قبل از وقت تھے۔ جن کے رواج کے لئے یہ ضروری تھا کہ پہلے انسانوں میں ذہنی انقلاب برپا کیا جاتا اور جو مستقبل کی قسمت تھے۔ مزدور اور کاشتکار جن کا معاشرے میں کوئی مقام نہ تھا ان کے لئے شاہ ولی اللہ نے یہ لکھا تھا ؛

" دولت کی اصل بنیاد محنت ہے۔ مزدور اور کاشتکار قوت کاسبہ ہیں۔ جب تک کہ کوئی شخص ملک اور قوم کے لئے کام نہ کرے ملک کی دولت میں اس کا کوئی حق نہیں ہے۔

مزدور اور کاشتکار اور وہ لوگ جو ملک اور قوم کے لئے دماغی کام کرتے ہیں دولت کے اصل مستحق ہیں۔ ان کی ترقی اور خوشحالی ملک اور قوم کی ترقی اور خوشحالی ہے۔ جو نظام ان قوتوں کو دبائے وہ ملک کے لئے خطرہ ہے اور اس کو ختم ہو جانا چاہیئے۔

جو سماج محنت کی صحیح قیمت نہ ادا کرے، مزدوروں اور کاشتکاروں پر بھاری محصول لگائے قوم کا دشمن ہے۔ اس کو ختم ہو جانا چاہیئے۔

مزدوری محض مزدور کی رضامندی قابل اعتبار نہیں جب تک کہ ان کی محنت کی وہ قیمت نہ ادا کی جائے جو امداد باہمی کے اصول پر لازم آتی ہے۔

کام کے اوقات محدود کئے جائیں اور مزدوروں کو اتنا وقت ضرور ملنا چاہیئے کہ وہ اخلاقی اور روحانی اصلاح کر سکیں اور ان کے اندر مستقبل کے متعلق غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔

وہ کاروبار جو دولت کی گردش کو کسی خاص طبقے میں محصور کر دے ملک کے لئے تباہ کن ہے۔

روٹی، کپڑا اور مکان اور ایسی استطاعت کہ آدمی شادی کر سکے اور بچوں کو تعلیم و تربیت دے سکے، بلالحاظ مذہب و نسل ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔

وہ شاہانہ نظام زندگی جس میں چند اشخاص یا چند خاندانوں کے عیش و عشرت کی وجہ سے دولت کی صحیح تقسیم میں خلل واقع ہو رہا ہو، اس کا مستحق ہے کہ اس کو جلد از جلد ختم کر دیا جائے تاکہ عوام کی مصیبتیں ختم ہو جائیں اور ان کو سادہ نظام زندگی کا موقع ملے "۔

فوجی تیاریوں کو جہاد کا نام دیا گیا اور طے یہ پایا کہ پہلے مغل فرمانروا کی حمایت و تائید میں لیا جائے۔ اس کے بعد ملک کی سب سے بڑی قوت انگریز کے خلاف جنگ چھیڑ دی جائے اور انہیں ملک سے باہر نکال دیا جائے۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حافظ ضامنؒ اور مولانا محمد منیرؒ کو فوج، حفاظت عدل و قانون وغیرہ کے شعبے دیے گئے۔"

یہ طے پایا کہ مغل تاجدار کو بھی اس تنظیم میں شامل کر لیا جائے۔ بادشاہ کے منہ چڑھے نواب شبیر علی مراد آبادی کو بادشاہ کے پاس روانہ کر دیا گیا تاکہ وہ اس انقلابی تنظیم کے اغراض و مقاصد سے بادشاہ کو اچھی طرح آگاہ کر دیں۔ انگریز بھی اس تنظیم سے غافل نہیں تھے۔ اسی دوران رفیق تھانہ بھون قاضی عنایت علی کے بھائی عبدالرحیم سہارنپور ہاتھی خریدنے تشریف لے گئے۔ سہارنپور کے انگریز مجسٹریٹ نے انہیں گرفتار کر لیا اور پھانسی پر لٹکا دیا۔

جنرل بخت دہلی میں فوجوں کی قیادت کر رہے تھے اور جنرل بخت خان کی نگرانی مولانا سرفراز علی کر رہے تھے۔ یہ مولانا بھی اسی تنظیم کے آدمی تھے۔ اسی دوران امداد اللہ بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دہلی پہنچ گئے۔ انہوں نے جامع مسجد میں بادشاہ سے ملاقات کی اور اسے اپنے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ بادشاہ میں اتنا دم ہی نہ تھا کہ وہ ان کی مخالفت کرتا۔ ایک طرف تو وہ انگریزوں کا وظیفہ خوار تھا۔ دوسری طرف وہ امداد اللہ کی تنظیم کا ساتھ دینے پر آمادہ تھا۔ بادشاہ میں قوت فیصلہ تھی ہی نہیں۔ جو سامنے آتا وہ اسی کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ اس کمزور دل اور مرغ باد نما کی طرح سمتیں بدلنے والے بادشاہ کی تائید سے اس انقلابی تنظیم کو یہ خوش فہمی پیدا ہو گئی کہ دہلی میں صالح نظام کے قیام کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔ علمائے کرام نے اپنی طرف سے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر

کر دیا اور امیر تنظیم امداد اللہ پر دباؤ ڈالنے لگے کہ وہ بھی فتویٰ کی توثیق کر دیں۔ اس مقصد کے لئے ایک مجلس بیٹھی اور معاملات مذکورِ زیرِ بحث آئے۔ اس مجلس کا ایجنڈا تھا "اعلانِ جہاد"۔

اجلاس شوریٰ میں تمام حاضر ارکان نے اقدام (جہاد) کا فیصلہ کیا۔ صرف ایک بزرگ مولانا شیخ محمد تھانویؒ نے مخالفت کی۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے شیخ محمد کو مخاطب کرتے ہوئے ادب سے عرض کیا۔ "حضرت! کیا وجہ ہے کہ آپ ان دشمنانِ دین (انگریزوں) پر جہاد کو فرض بلکہ جائز تک نہیں قرار دیتے؟"

مولانا محمد محدث نے جواب دیا "اس لئے کہ ہمارے پاس اسلحہ اور آلاتِ جہاد موجود نہیں ہیں۔ ہم بالکل بے سروسامان ہیں۔"

مولانا قاسم نانوتویؒ نے کہا "کیا ہمارے پاس اتنا سامان بھی موجود نہیں جتنا غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے پاس موجود تھا؟"

مولانا محمد محدثؒ نے کہا "اگر آپ کی تمام حجتیں اور باتیں مان لی جائیں تو سب سے بڑی شرط جہاد نصبِ امام کی ہے۔ وہ شخص کہاں ہے جسے امام بنا کر اس کی قیادت میں جہاد کیا جائے؟"

مولانا قاسمؒ امداد اللہؒ کی طرف بڑھتے ہوئے بولے۔ "نصبِ امام میں کتنی دیر لگتی ہے مرشدِ برحق حضرت حاجی امداد اللہ ہم میں موجود ہیں۔ انہیں کے ہاتھ پر بیعت جہاد کیا جائے۔"

شریکِ مجلس اور جنگی امور کے نگران مولانا ضامنؒ نے کہا "مولانا بس کیجیے، بات سمجھ میں آگئی۔"

اس کے بعد مجلس کے سبھی حضرات امداد اللہ کی طرف بڑھے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ اس کے بعد سرفروشوں کا قافلہ شاملی (مظفر نگر) کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں کا ماحول پہلے ہی سے انگریزوں کے خلاف تھا۔ اب صورتِ حال یہ تھی کہ حاجی امداد اللہ تو امام تھے اور مولانا قاسم نانوتویؒ سپہ سالار۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ قاضی۔ مولانا منیر اور حافظ ضامنؒ میمنہ اور میسرہ کے افسر تھے۔ ان لوگوں کے آس پاس لوگ جمع ہونے لگے اور بہت جلد اتنی طاقت ہو گئی کہ تھانہ بھون کے آس پاس سے انگریزوں کے ماتحت حکام نکال دیے گئے اور ان حضرات نے یہاں کا نظم و نسق سنبھال لیا۔ اسی دوران میں انہیں خبر ملی کہ انگریزی توپ خانہ حرکت میں آچکا ہے۔ انگریزی توپ خانہ جدید اسلحہ سے لیس تھا۔ اس کے برعکس ان حضرات کے پاس تلواریں تھیں، توڑے دار بندوقیں تھیں اور برچھے تھے۔ توپ کسی کے پاس بھی نہ تھی۔ جب انگریزی توپ خانہ ایک باغ کے کنارے سے گزر رہا تھا تو باغ میں چھپی ہوئی جمعیت نے اس پر اچانک حملہ کر دیا اور سراسیمہ اور بدحواس انگریزی توپچانے والوں کو شکست دے کر سامان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد شاملی پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔ یہ مقابلے جاری ہی تھے کہ حافظ ضامنؒ شہید ہو گئے۔ کہتے ہیں انگریزوں کے خلاف معرکہ آرائی میں مشہور بزرگ حضرت فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی بھی شریک تھے۔ عین جنگ کے دوران یہ انگریزوں کے مقابلے سے ہٹ گئے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ایک طرف روانہ ہو گئے۔ کسی نے ان سے سوال کیا "حضرت! آپ کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟"

مولانا فضل الرحمٰن نے جواب دیا "انگریزوں سے جنگ کرنے کا فائدہ؟ میں نے ان کی صفوں میں خواجہ خضر کو دیکھا ہے، تم لوگ ناکام رہو گے۔"

اسی عالم میں یہ معلوم ہوا کہ دہلی پر انگریز قابض ہو گئے اور مغل بادشاہ گرفتار کر لیا گیا۔ دہلی کے تسلط کے بعد انگریزوں نے قرب و جوار کو سر کرنا شروع کر دیا۔ شاملی، سہارنپور اور مظفر نگر کی باری بھی آگئی۔ حاجی امداد اللہ کی جماعت نے انگریزوں کو روکنے کی بھرپور کوشش کی، لیکن ناکام رہے۔ تحریک کے بنیادی ارکان ادھر ادھر روپوش ہو گئے۔ انگریزی حکومت نے ان کے نام وارنٹ جاری کر دیے۔ حاجی امداد اللہ پنجلاسہ (انبالہ) پہنچ گئے۔ یہاں کا رئیس راؤ عبداللہ خاں آپ کا بہت معتقد تھا۔ انگریزوں کا وفادار لیکن آپ کا ارادت مند۔ کوئی دوسرا ہوتا تو حاجی امداد اللہ جیسے باغی کو اپنے گھر میں ہرگز پناہ نہ دیتا۔

راؤ عبداللہ خاں آپ کو تکلیے میں لے گیا اور آہستہ سے سوال کیا "حضرت! رات کی تاریکی میں یہاں تک آتے ہوئے آپ کو کسی نے دیکھا تو نہیں؟"

آپ نے جواب دیا "راؤ عبداللہ! تم گھبراتے کیوں ہو؟ ہم تمہارے گھر نہیں رہیں گے۔"

راؤ نے عقیدت سے کہا "پنجلاسہ میری جاگیر ہے۔ اس جاگیر میں میرے ہوتے ہوئے آپ کہیں اور نہیں ٹھہر سکتے۔"

آپ نے فرمایا "ہم نے یہ کہا ہے کہ تمہارے گھر میں نہیں رہیں گے کیونکہ افرنگی ہمیں ہمارے نقشِ پا کے سہارے ڈھونڈتے چلے آرہے ہیں۔"

راؤ ان کی باتیں نہیں سمجھ سکا، بولا۔ "حضرت! میں آپ کا اشارہ نہیں سمجھا۔"

آپ نے جواب دیا "ہم تمہارے اصطبل کی اس کوٹھری میں رہ لیں گے جس میں تم اپنے مویشیوں کا چارہ وغیرہ رکھا کرتے ہو۔"

راؤ کو آپ کی بات سے دکھ پہنچا، بولا "یہ میں کس طرح گوارا کر سکتا ہوں کہ آپ میری موجودگی اور جاگیرداری میں ایسی بری جگہ اقامت فرمائیں۔"

آپ نے متبسم ہو کر فرمایا "جو ہم کہتے ہیں اس میں تم دخل مت دو کیونکہ ہمیں معلوم ہے ہماری اور تمہاری بہتری اسی میں ہے۔" راؤ نے ہر طرح یہ کوشش کی کہ حاجی امداد اللہ اپنی اقامت کو کوئی اور جگہ پسند فرمائیں، لیکن یہ نہیں مانے۔ آپ کی جائے نماز لوٹا اور ایک چوکی مویشیوں کے چلنے اور گھاس کی کوٹھری میں پہنچا دی گئیں۔

باقی آئندہ

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

امتِ مسلمہ کی کامیابی کا راز

ہم تعداد میں گو کثیر ہیں مگر افسوس کہ ستاروں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں اور من مانی اور انفرادی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم بظاہر اگرچہ ایک دوسرے سے واقف اور قریب تر ہیں لیکن درحقیقت ایک دوسرے سے بیگانہ اور دور ہیں۔ ہر شخص اپنی اپنی مفاد پرستیوں کے محور کے گرد گھومتا ہے اور حیاتِ ملی کا نصب العین نگاہوں سے اوجھل ہے اور یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ قوموں کی ہستی اور بقاء کا مدار انکی مرکزیت اور اجتماع پر ہوتا ہے۔ ان کی انفرادی اور جداگانہ حیثیت اور امتیازی خصوصیت اسی نقطہ ماسکہ سے وابستہ ہوتی ہے۔ اگر ان کی جماعتی اور تنظیمی زندگی اور مرکزیت میں خلل اور انتشار، تشتت و خلفشار واقع ہو جائے تو ان کی قومی اور ملی حیثیت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور اندوہناک حوادث و نوازل کی باد صرصر اور دہریت و الحاد کے طوفان کا ہر جھونکا انہیں جدھر چاہے بے وزن پر اور ضعیف تنکے کی طرح اڑائے اڑائے پھیرے گا اور ایسے ناگفتہ بہ حالات میں ان کو کہیں قرار دینے کا موقع میسر نہیں آئے گا اور صحیح اسلامی نظام کے بغیر جس کی بنیاد کتاب و سنت پر قائم ہو ایسا عالمگیر اتفاق و اتحاد کبھی حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ اہلِ مغرب اور مغرب زدہ طاقتوں کے اتفاق کا مرکزی نقطہ مفاد پرستی، مکر و خداع، حیلہ سازی و تصنع اور خود غرضی کے سوا اور کچھ نہیں جس سے ہر دردِ دل رکھنے والے غیور اور خدا خوف مسلمان کو ہمیشہ پرہیز کرنا لازم ہے۔

بھلا غور تو فرمائیے کہ جو مغربی طاقتیں اور غیر اسلامی حکومتیں درونِ خانہ خود اپنے لئے مطلب پرستی کے نامبارک اور منحوس بت سے فارغ نہیں وہ ہمارے ساتھ کیا بھلائی کریں گی؟ اور جن کی سیاست اور سفارت ہی دھوکہ بازی اور حیلہ جوئی پر مبنی ہو اور جن کے وعدے اور قول و قرار اور دوستی و محبت ہرجائی کے عشق کا نمونہ ہوں اور جن کی اخلاقی اور روحانی طاقت الفاظ کی ہیرا پھیری میں مضمر ہو اور جو منہ سے نکلی ہوئی سیدھی سادی بات کی بے جا تاویلات کے دبیز پردوں میں حق کو مستور رکھنا چاہتے ہوں وہ بھلا ہمارے ساتھ الفت و محبت اور ہمدردی و دلسوزی کیا کر سکتے ہیں؟

ان کو تو بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ ؎

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری
بخدا کہ لازم آید تو احتراز کردن

اس لئے مسلمانوں پر از بس لازم ہے کہ وہ کتاب و سنت کی روشن اور غیر مبدل ہدایات پر عمل پیرا ہوں اور درحقیقت مسلمانوں کی فلاح و کامرانی اور ان کے بقا اور عزت کا اصلی سبب ہی یہ ہے کہ وہ خالص اسلامی زندگی میں منظم ہو کر رہیں ورنہ انتشار و تشتت اور پراگندگی و تفریق سے اسلامی اور قومی زندگی بالکل پامال ہو جائے گی اور مسلمانوں کی عالمگیر اور جہانگیر جاندار اور شاندار قوم بے وزن اور بے وقعت ہو کر رہ جائے گی جیسا کہ اس دورِ فتن و شرور میں اس کا بآسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور یہ بالکل ایک قطعی حقیقت ہے کہ ؎

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

پس اگر آج سے چودہ سو سال پہلے مسلمانوں کے لئے جماعتی اور منظم زندگی شریعتِ مطہرہ کی نگاہ میں ایک ضروری اور لازمی چیز تھی تو یقین کیجئے کہ وہ آج بھی مسلمانوں کے لئے اسی طرح لازمی اور ضروری ہے اور تا قیامت لازم ہی رہے گی چاہے مسلمان عرب میں سکونت پذیر ہوں یا عجم میں، امریکہ میں فروکش ہوں یا افریقہ میں، یورپ میں رہتے ہوں یا ایشیا میں، چین میں بستے ہوں یا جاپان میں، مصر میں آباد ہوں یا ایران میں، پاکستان کے باشندے ہوں یا ہندوستان کے، غرضیکہ وہ جہاں بھی رہتے ہوں اسلامی زندگی اور روحانی اقدار اور کامل اتحاد و اتفاق کے بغیر ان کی کامیابی امرِ محال ہے۔ اگر مسلمانوں نے اس نازک دور میں اس صحیح منزل اور نصب العین کو پیشِ نظر نہ رکھا تو اقوامِ عالم سے متاثر ہو کر ان کی مادی اور انفرادی جذبات ان کی ناک میں نکیل ڈالے نہیں زندگی کی مختلف مگر غلط اور غیر اسلامی شاہراہوں پر ادھر ادھر لئے لئے پھرتے رہیں گے۔

نہ تو مادی تصوّرات کی ان حسین مگر مہلک وادیوں میں اور کبھی دنیائے دنی کے ناپائیدار تخیلات کی اُن نگاہ زیب اور ہلاکت آفریں مناظر میں وہ مادیت اور مغربیت کے جذبات میں بہہ کر آج کچھ کہہ دیں گے اور کل کچھ اور جس قسم کا نظریہ اور جذبہ ان کے دل میں موجزن ہوگا، اسی قسم کی زبان پر آواز آسکے گی۔ نہ تو وہ رہبر کو پہچانیں گے اور نہ راہزن کو اور مطلب پرستی کے غیر سعید ثبت ان کو خیرخواہ اور بدخواہ میں کوئی فرق نہ بتا سکیں گے ۔

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

کیا اُمتِ مسلمہ کی یہ انتہائی نازک اور ناگفتہ بہ حالت علماء کرام، ارباب اقتدار اور دردِ دل رکھنے والے مسلمانوں کی توجہ کے لائق نہیں؟ کیا مساجد کی کسمپرسی نماز روزہ سے لاپرواہی اور بہت سے شعائرِ دین سے غفلت حتیٰ کہ بعض اصول دین اور ضروری عقائد سے عوام کی جہالت اصلاح کی محتاج نہیں؟ کیا خالص توحید اور صحیح سنت سے اکثر مسلمانوں کی بے نیازی اور تعلیم دین سے بے اعتنائی و اعراض مستحق تغیر و تبدل نہیں؟ کیا اب وہ وقت نہیں کہ مسلمان اپنے تمام اندرونی اور بیرونی مادی اور فروعی اثرات سے دلوں کو آزاد کر کے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اٹھیں۔ حکومتوں کے آسرے اور سہارے پر اعتماد کرتے ہوئے نہیں بلکہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اٹھیں اور اپنی قوت و طاقت کے زور پر بھی نہیں، بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے اٹھیں صرف قومیت اور وطنیت کا جذبہ لے کر نہیں بلکہ حزب اللہ اور جند اللہ بن کر اٹھیں۔ اور نہ ہی جاہ و شوکت اور سلطنت و حکومت کے لئے نہیں بلکہ اعلائے حق اور خالص اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے اٹھیں ملک گیری اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی کے لئے نہیں بلکہ رضائے حق اور شوکتِ اسلام کو اپنی آخری منزل سمجھ کر اٹھیں اور قرآن و سنت کی شمع فروزاں، حق گوئی اور اخلاق فاضلہ کی شمشیر ہاتھ میں لے کر ہر قسم کے فتنہ و فساد اور شر کا قلع قمع کر کے اسلام کو روشن کریں اور اللہ تعالیٰ ہی کے دینِ حق کو نافذ کر کے دم لیں۔

حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ
الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الانفال-۵)

یہاں تک کہ فتنہ یکسر ختم ہو جائے اور دین خالص اللہ تعالیٰ ہی کا (نافذ ہو کر) رہ جائے۔

جملہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی کوشش اور سعی تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام پر مرتکز کر دیں حتیٰ کہ سب گمراہ اور بہکی ہوئی دنیا کا نقشہ ہی بدل جائے اور اس مادی دور کے پیدا کردہ وہ تمام مصائب و تکالیف و عجب الجھنیں اور غلط طریقے جن کے ناپیدا کنار بھنور میں سب دنیا الجھ کر رہ گئی ہے یکسر ختم ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کی بھٹکی ہوئی مخلوق روشنی کے اس عظیم الشان اور بلند مینار سے فائدہ اٹھائے جس کو حبل اللہ کے پیارے الفاظ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ تمام مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ صحیح اسلامی طریقہ اور اسلامی اندازِ فکر کو بروئے کار لا کر اپنے لئے بہتر دینی اور روحانی ماحول اور سازگار فضا پیدا کریں۔ یہ آرزو ہر دردِ دل رکھنے والے مسلمان کے قلبِ مضطر میں موجود ہے کہ دینی اور روحانی، اصلاحی اور تعمیری کاموں میں کوئی ایسا منظم اور ٹھوس مگر زود اثر اور بے لوث لائحہ عمل جلد از جلد مرتب کیا جائے، جو خلوص و سچائی، نیکی و استقامت سے مذہب و ملت اور قوم و وطن کی اسلامی اور روحانی بہتری کے لئے تمام نیک عزائم کی کامیابی اور شادمانی کا ضامن ہو سکے اور زندگی کے ہر شعبہ اور پہلو میں دینی اور مذہبی، روحانی اور اخلاقی بیداری کے عام نیک آثار نظر آنے لگیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ اسلام کی سربلندی کے لئے وہ بہتر سے بہتر اسباب پیدا کر دے۔
وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۔

درگاہِ بے نیاز میں لے درد کیا نہیں
دستِ سوال جانبِ خالق اٹھا کے دیکھ

نظام العلماء پاکستان
کے مرکزی مبلغ

مولانا محمد منظور الحق رحمانی

ملتان اور بہاولپور ڈویژن کے دورہ پر ہیں۔ جماعتی احباب ان سے نظام العلماء پاکستان کے مرکزی بیت المال اور ترجمان اسلام کے بقایاجات کی وصولی اور اشاعت کے سلسلہ میں بھرپور تعاون کریں۔ (ادارہ)

غصہ شیطان کا ہتھیار

ایک راہب پر شیطان ظاہر ہوا۔ راہب نے پوچھا کہ اولادِ آدم کی کونسی ایسی خصلت ہے جو ان کے گمراہ کرنے میں تیری معاون ثابت ہوتی ہے۔ شیطان نے جواب دیا کہ غصہ۔ جب انسان غصہ میں آجائے تو میں اسے یوں اُلٹتا پُلٹتا ہوں جیسے لڑکے گیند کو۔

(تلبیس ابلیس)

٭ ٭ ٭

سکے۔ اسلامی نظام حکومت کو بروئے کار لانے کے لئے ایوب خان کے دور میں تحریک چلی۔ بھٹو کے دور میں تحریک چلی۔ سینکڑوں افراد نے جام شہادت نوش کیا مگر نتیجہ کوئی نہ نکلا۔ وہ کونسی جماعت ہوگی جو منظم ہو کر قرآنی نظام حکومت کا علم بلند کرے گی۔ پرہیزگار، باشرع انسان نہ ہونے کے علاوہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ کا پورا پورا علم نہ رکھتے ہوں۔ اپنی پسند پر عمل کرتے ہوں۔ رب العزت کے احکام کے برخلاف اپنی منشا اور پسند کو اہمیت دیتے ہوں، غنڈہ عناصر کی سرپرستی کرتے ہوں۔ لوگوں کے حقوق غصب کرنے والے ہوں اپنی جاہ وجلال کے خواہشمند ہوں جن کا نہ لباس اسلامی ہو نہ شکل اسلامی۔ نہ گفتار کے سچے نہ کردار کے مالک۔ مغربی تمدن میں رنگے ہوئے ایسے لوگوں سے اسلامی نظام کے نفاذ کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ ملت اسلامیہ پر ایسے افراد کی حکومت مسلط کرنا ظلم ہے۔ ایک ایسی مسلم جمعیت کے وجود کا پیدا ہونا ضروری ہے جس کے افراد پرہیزگار ہوں، تقویٰ شعار ہوں، عہد پورا کرنے والے ہوں ہر معاملہ میں اللہ سے ڈرنے والے ہوں۔ آخرت کا خوف رکھنے والے ہوں۔ اعمال صالحہ کے مالک ہوں۔ شریعت میں جذب ہوں کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے عالم ہوں۔ ان کو علم فقہ پر پورا عبور حاصل ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے پورے پابند ہوں حلال و حرام کی تمیز رکھتے ہوں۔ معاملے کے صاف ہوں۔ ان ایسے عقلمند اور دانشور علماء اسلام کی رہنمائی میں قرآنی نظام حکومت نافذ ہو سکتا ہے۔ یہ ہی جماعت ملکی اور قومی نظم ونسق عین شریعت کے مطابق بروئے کار لا سکتی ہے۔ قرآن پاک کا نظام ایک عادلانہ نظام حکومت قائم کرتا ہے۔ قرآنی نظام حکومت سیاسی معاشی، اقتصادی ظلم دور کرتا ہے۔ وہ تمام مشکلات جو کھانے پینے اور پہننے اور علاج کے سلسلے میں پیش آتی ہیں ان کا حل پیش کرتا ہے یعنی سوسائٹی کے معاشی اور اقتصادی نظام کو عادلانہ بناتا ہے۔ ایسا معیار زندگی جس میں نہ عیاشی اور نہ افلاس کا وجود ہو قائم کرتا ہے۔ ایک صالح اقتصادی نظام کو بروئے کار لاتا ہے۔ اگر قرآنی نظام حکومت پاکستان میں نافذ ہو جائے تو قوم کا بگڑا ہوا اخلاق اور مسخ شدہ کردار کی درستی ہو جائے گی۔ لوگ احکام الٰہی کی پیروی کر کے خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ سودی کاروبار اور اس کی تمام شکلوں کو ممنوع قرار دیا جاوے گا۔ سرمایہ دارانہ نظام کو تقویت پہنچانے والے تمام کاروبار تجارت کا قلع قمع کیا جاوے گا۔ رشوت خوری ہر قسم کی بدعنوانی۔ ڈاکہ زنی، چوری، چور بازاری ذخیرہ اندوزی ملاوٹ وغیرہ کو ختم کر دیا جائے گا، عریانی، بے حیائی، زنا کاری، فحش فلموں کی نمائش اور فحش گانے وغیرہ جو معاشرے میں جنم لے چکے ہیں کا خاتمہ کر دیا جاوے گا۔ قرآنی نظام حکومت کے نفاذ سے معاشرہ میں ظلم قائم نہیں رہتا۔ ظلم کی تمام شکلیں فنا ہو جاتی ہیں۔ دولت کا چند افراد میں محصور ہو جانے کی صورت میں ضابطہ شریعت کے تحت روکا جاوے گا۔ دولت ملک کے دولتمند طبقے کے درمیان نہیں گھومے گی بلکہ عوام اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ زیادہ دولت کمانے والے افراد عیاشی۔ اسراف اور تبذیر اور اخلاقی اور روحانی برائیوں میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ اسلامی نظام حکومت ایسا نظام حکومت بروئے کار لاتا ہے جو ظلم کو ختم کر دیتا ہے۔ اسلامی نظام حکومت ایسی تمام غیر اسلامی رسموں کو جو قوم کی زندگی کا جزو بن گئی ہیں ختم کر دے گا اور ایسا معاشرہ قائم کرے گا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اور اس کے بعد خلفائے راشدینؓ نے صحابہ کرامؓ کے تعاون سے بطور نمونہ کر کے دکھایا۔ اسلامی نظام حکومت معاشرہ کی دینی اور دنیوی ضروریات پوری کرے گا۔ اسلامی نظام حکومت کے نفاذ کے ساتھ ملک میں اسلامی نظام تعلیم رائج ہو گا اور ملک کے ہر حصے میں جگہ جگہ دینی مدارس جاری ہوں گے۔ دینی تعلیمات اور مذہبی امور سے پوری طرح ماہر حضرات کو ہر محکمے میں مقرر کیا جاوے گا۔ اسلامی تعلیم یافتہ افراد معاشرہ کی برائیوں کو دور کریں گے۔ اور انتظامیہ میں داخل ہو کر خدا ترسی اور تقویٰ کے تحت ملکی نظام میں عدل اور انصاف قائم کریں گے۔ حکومت کے معاملات سرانجام دینے کے لئے ایسی پالیسیاں وضع کریں گے

> قرآنی نظام حکومت ایک ایسی
>
> نظام حکومت کو دعوت دیتا ہے
>
> جسکو جب بھی پاکستان میں نافذ گیا اس سے وہی نتائج برآمد
>
> ہوں گے جو قرون اولیٰ میں دیکھنے میں آئے۔

جو کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ہوں۔ خدا کی حدود سے تجاوز کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جاوے گا۔ قرآنی نظام حکومت ایک ایسے نظام حکومت کو دعوت دیتا ہے جس کو جب بھی پاکستان میں نافذ کیا گیا اس سے وہی نتائج برآمد ہوں گے جو قرون اولیٰ میں دیکھنے میں آئے۔

جب پاکستان میں نظام شریعہ قائم ہو جائے گا تو اطراف میں بھی اسلام کی حدود نافذ ہو

عام کارکن اتحاد و اتفاق کے ساتھ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کام کریں، مولانا محمد عبد اللہ درخواستی

ہمارے اکابر نے اسلام کے تحفظ و نفاذ کے لئے بے مثال قربانیاں دی ہیں، مولانا عبید اللہ انور

لاہور: رپورٹ مدیر معاون

حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم امیر نظام العلماء پاکستان نے جماعتی کارکنوں کو تلقین کی ہے کہ باہمی اتحاد و اتفاق کے ساتھ ملک میں اسلامی نظام کے مؤثر نفاذ کے لئے کام کریں۔ جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں لاہور ڈویژن کے کارکنوں کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت درخواستی مدظلہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد صرف اور صرف اسلامی نظام کا نفاذ ہے اور ہم اس مقصد کی تکمیل کے لئے کسی قربانی سے گریز نہیں کریں گے۔

آپ نے کارکنوں سے کہا کہ وہ قریہ قریہ بستی بستی پھیل کر اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں اور انہیں یہ بات سمجھائیں کہ اسلام کے عادلانہ نظام میں ہی ہمارے تمام مسائل کا حل ہے اور ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر ہی اپنی دنیاوی اور اخروی مشکلات سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

نظام العلماء پاکستان کے ناظم عمومی حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے اکابر نے برصغیر میں اسلامی علوم و روایات اور عقائد کے تحفظ کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں اور بے مثال قربانیاں پیش کی ہیں۔ آج ہمیں اپنے اکابر کی ان خدمات اور قربانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے مشن کی تکمیل کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حضرت مولانا محمد اجمل خان نے کہا کہ اکابر پر اعتماد کے ساتھ ہی ہم اپنی جماعت کو مستحکم کر سکتے ہیں اور اسلام نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ بزرگوں کے ساتھ اعتماد اور اطاعت کا رشتہ قائم کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔ ہمارے اکابر اس دور میں صداقت کی علامت ہیں، اس لئے ہمیں پورے یقین کے ساتھ ان کا ساتھ دینا چاہئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ اطاعتِ امیر ہمارے لئے شرعی حکم ہے اس لئے ہمیں اس کو ہر وقت یاد رکھنا چاہئے اور اپنے امیر اور بزرگوں کی اطاعت میں کسی قسم کی کوتاہی روا نہیں رکھنی چاہئے۔ آپ نے جماعتی کارکنوں کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں تازہ ترین صورتحال سے آگاہ کیا اور ان پر زور دیا کہ وہ اس مشن کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔

مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ ہم اس وقت جس نازک صورتحال سے گزر رہے ہیں اور ملک کو اندرونی اور بیرونی طور پر جن خطرات کا سامنا ہے ان کے پیش نظر ہمیں پوری احتیاط اور بیدار مغزی سے کام لینا چاہئے اور اسلامی نظام کے نفاذ اور عوامی حقوق کی بحالی کے لئے سرگرمی سے کام کرنا چاہئے۔

اجلاس سے ضلع سیالکوٹ کے امیر پیر بشیر احمد، ضلع شیخوپورہ کے امیر مولانا عبد اللطیف انور، ضلع قصور کے امیر مولانا مفتی محمد شریف اور ضلع لاہور کے جنرل سیکرٹری جناب نذیر احمد سیال نے بھی خطاب کیا اور مرکزی قائدین کو مکمل تعاون اور وفاداری کا یقین دلایا۔ اجلاس کی صدارت ضلع لاہور کے سرپرست جناب ملک شیر محمد نے کی۔

مرکزی قائدین پر اعتماد کا اظہار

نظام العلماء ضلع گوجرانوالہ کا ایک اجلاس ضلعی امیر علامہ محمد احمد لدھیانوی کی قیامگاہ پر انہی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں نظام العلماء پاکستان کا تنظیمی بحران ختم ہونے پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے ایک قرارداد کے ذریعہ حضرت درخواستی، حضرت مولانا عبید اللہ انور اور دیگر مرکزی قائدین کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔

ضرورت مدرسین

دار العلوم حنفیہ چکوال کے شعبہ درس نظامی تجوید و قرأت اور حفظ و ناظرہ میں ایک ایک استاذ کی ضرورت ہے جو کہ تجربہ کار اور تدریس میں مہارت رکھتے ہوں۔ خواہشمند حضرات خط و کتابت کے ذریعہ رابطہ کریں معقول مشاہرہ کے ساتھ خصوصی مراعات بھی دی جائیں گی۔

(صاحبزادہ) عبد الرحمٰن قاسمی
ناظم اعلیٰ دار العلوم حنفیہ چکوال
فون ۷۰۲

علماءِ حق علماءِ دیوبند نے فرنگی سامراج کے خلاف عظیم جہاد کیا

ان کا یہ مشن قیامت تک جاری رہے گا۔ شہدائے بالاکوٹ کانفرنس سے علماء کا خطاب

پچھلے دنوں کراچی میں شہدائے بالاکوٹ کی یاد میں کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کے اجتماعات سے نظام العلماء کے مرکزی ناظم جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب و دیگر علماء نے خطاب کیا۔ ذیل میں جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے خطاب کا مختصر خلاصہ قارئین کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

کراچی: (رپورٹ محمد احمد شاکر) نظام العلماء کراچی ڈویژن کے زیر اہتمام شہدائے بالاکوٹ کانفرنس کے دو اجتماعات جامعہ ربانیہ بڑا میدان۔ نظر آباد اور نشتر پارک میں منعقد ہوئے۔ جامعہ ربانیہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے صاحبزادے نظام العلماء کے مرکزی ناظم جناب مولانا فضل الرحمٰن نے فرمایا کہ اکابر علماء دیوبند نے برطانوی سامراج کا مقابلہ کیا جبکہ وہ پوری دنیا پر تسلط حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف تھا اور ہمارے اکابر کی جدوجہد آزادی کے نتیجہ میں برطانوی سامراج کا خاتمہ ہوا۔ آج جبکہ امریکی سامراج پوری دنیا میں تسلط اور قیادت کے خواب دیکھ رہا ہے تو اکابر علماء دیوبند کے وارث اور جانشین آج بھی اس سامراج کا مقابلہ کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔ آپ نے کہا کہ اکابر علماء دیوبند کا یہ مشن قیامت تک جاری رکھا جائے گا۔ آپ نے کہا کہ امریکی سامراج ہو یا کوئی اور سامراج، کسی بھی ملک کو دوسرے ملک کے معاملات میں مداخلت کو روا نہیں رکھا جا سکتا۔ بڑی طاقتیں چھوٹی طاقتوں اور چھوٹے ملکوں کی امداد کے بہانے اس ملک کی اقتصادیات، اخلاقیات اور سیاسیات پر دخل اندازی کرتی حتیٰ کہ اپنی فوجیں چھوٹے ملکوں میں داخل کر دیتی ہیں جسے ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

آپ نے فرمایا کہ شہدائے بالاکوٹ جناب سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے رفقاء نے حق کے قیام اور اسلامی نظام کی بقاء اور احیاء کے لئے ان تمام باطل قوتوں کا مقابلہ کیا ہے۔ ہم بھی ان تمام باطل طاقتوں کا مقابلہ کریں گے۔ جلسہ سے جناب مولانا محمد شاہ امروٹی امیر نظام العلماء صوبہ سندھ اور جناب مولانا محمد لقمان علی پوری نے خطاب کیا جبکہ جلسہ کی صدارت جناب مولانا نور الہدیٰ امیر نظام العلماء کراچی ڈویژن نے کی۔

نظام العلماء ضلع اٹک کا اجلاس

جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو میں نظام العلماء پاکستان ضلع اٹک کا ایک اجلاس امیر ضلع مولانا سکندر خان کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور حضرت مولانا عبید اللہ انور کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور حضرت درخواستی کے اس اعلان کا خیر مقدم کیا گیا کہ نظام العلماء پاکستان دائیں اور بائیں بازو کے سیاسی گروپوں سے علیحدہ رہتے ہوئے صرف اور صرف اسلامی نظام کے لئے کام کرے گی۔

مولانا منظور الحق رحمانی کا دورہ

نظام العلماء پاکستان کے مرکزی مبلغ مولانا محمد منظور الحق رحمانی نے مرکزی بیت المال اور ترجمان اسلام کے بقایاجات کی وصولی کے لئے گزشتہ دنوں ملتان، کبیر والا، خانیوال، کچہ کھوہ، میاں چنوں، وہاڑی، بورے والا، گگو منڈی، عارف والا، بہاولنگر، منچن آباد، ڈونگا بونگا، ہارون آباد، فقیر والی، چشتیاں، حاصل پور، بہاولپور، احمد پور شرقیہ اور چنی گوٹھ کا دورہ کیا۔

ہم مولانا رحمانی کے ساتھ تعاون کرنے والے احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ جماعتی مقاصد کے لئے تمام جماعتی دوست مولانا موصوف سے پرجوش تعاون کرتے رہیں گے۔ (ادارہ)

جناب عبد الحمید بٹ کی علالت

نظام العلماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور جماعت کے بزرگ راہنما جناب عبد الحمید بٹ کافی دنوں سے صاحبِ فراش ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ بٹ صاحب موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصی دعا کریں۔

(ادارہ)

باقی صفحہ ۲۶ پر

حدیثِ مقدسہ

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین کاموں کا ثواب برابر جاری رہتا ہے۔ ۱۔ صدقہ جاریہ (جیسے اوقاف مسجد کنوئیں وغیرہ۔ ۲۔ علم (جیسے کسی کو پڑھایا یا کوئی کتاب لکھی)۔ ۳۔ اولادِ صالح جو مرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرے۔

(مسلم)

طلبہ کی سرگرمیاں ظہیر میر

خلوص اور استقامت سے کام کیجیے انشاء اللہ فتح آپ کی ہوگی۔

شہدائے بالاکوٹ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے ہمیں غلامی کے بندھنوں سے نجات دلائی" ندیم اقبال اعوان

شہدائے بالاکوٹ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غلامی کے بندھنوں سے نجات دلادی۔ سید احمد شہیدؒ اور سید اسمٰعیل شہیدؒ مسلمان قوم کے وہ عظیم محسنین ہیں جنہیں تاریخ انسانی ہمیشہ اپنے ماتھے کا جھومر سمجھے گی۔ ان خیالات کا اظہار قائد طلبہ جناب ندیم اقبال اعوان، صدر جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان نے لاہور میں شہدائے بالاکوٹ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس کانفرنس کا اہتمام جمعیۃ طلبہ اسلام لاہور حلقہ سمن آباد کے کارکنان نے کیا تھا۔ جناب ندیم اقبال اعوان نے کہا کہ ہمیں کمیونزم اور سوشلزم کے خطرات سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہاں طبقاتی کشمکش کو ہر حالت میں ختم کرنا ہوگا۔ انہوں نے جمعیۃ طلبہ اسلام کے ساتھیوں سے اپیل کی کہ وہ اشتراکی فتنوں کو روکنے کے لئے خلوص اور استقامت سے کام کریں انشاء اللہ فتح حاصل ہوگی۔ انہوں نے کارکنوں سے کہا کہ وہ باہمی اتحاد اور یگانگت سے ساتھیوں کو اعتماد میں لائیں۔ لوگوں کو اسلامی نظام کے صحیح خدوخال سے آگاہ کریں اور غیر اسلامی ازموں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے اندر ہمت اور جرأت پیدا کریں۔ قائد جمعیۃ نے کہا کہ ہم پورے ملک کا دورہ کر کے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کریں گے۔ انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ ملک میں صحیح اسلامی انقلاب کے لئے علماء حق کی قیادت کو اپنائیں تاکہ صحیح اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں لایا جاسکے۔

ضلع رحیم یار خان

جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع رحیم یار خان کی ضلعی مجلسِ شوریٰ کا ایک اہم اجلاس ۸ مئی کو دفتر جمعیۃ طلبہ اسلام خانپور واقع شاہی مسجد روڈ میں منعقد ہوا جس میں ضلع کی آٹھ شاخوں ماچھی گوٹھ، صادق آباد، رحیم یار خان، کوٹ سبزل، سمہ سٹہ، خانپور، لیاقت پور اور اللہ آباد کے علاوہ چودہ یونٹوں کی تنظیمی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ ضلعی مجلس شوریٰ کے لئے مختلف شاخوں سے پندرہ ارکان کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ مزید براں ضلعی صدر جناب خالد محمود بھٹی نے ضلعی ناظم نشریات کی ذمہ داری گورنمنٹ ترقی تعلیم کالج کے ایک طالب علم ایوب ندیم کے سپرد کی ہے جو ضلعی مجلس شوریٰ کے آئندہ اجلاس تک قائم مقام ناظم نشریات کے عہدے پر کام کرتے رہیں گے۔

کوٹسمابہ

جمعیۃ طلبہ اسلام کوٹسمابہ (تحصیل رحیم یار خان) کا ہفتہ وار اجتماع نام شہدائے بالاکوٹ کی یاد کے سلسلے میں مقامی دفتر واقع بس اڈہ میں منعقد ہوا جس میں مقامی صدر محمد طاہر مسعود، بشارت اللہ نیازی، محمد طارق، مولانا کبریا صاحب، مولانا محمد شفیع صاحب حافظ احمد دین قاسمی صاحب اور ایوب ندیم نے شہدائے بالاکوٹ کی عظیم دینی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

سمہ سٹہ

جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع رحیم یار خان کے ناظم اطلاعات ایوب ندیم اور طالب علم راہنما محمد حامد چوہدری نے سمہ سٹہ (تحصیل خانپور) کا دورہ کیا جہاں انہوں نے مدرسہ نور المدارس میں طلبہ سے خطاب کیا۔ بعد میں عبد الغفار کو مقامی شاخ کا کنوینر مقرر کیا گیا۔

خانپور

جمعیۃ طلبہ اسلام خانپور کا ہفتہ وار اجتماع مقامی دفتر شاہی روڈ میں شہدائے بالاکوٹ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے منعقد ہوا۔ جس میں مقامی صدر حافظ سمیع اللہ۔ محمد عبید اللہ درخواستی اور ایوب ندیم نے شہدائے بالاکوٹ کی زندگیوں پر روشنی ڈالی۔

شکرگڑھ (ضلع سیالکوٹ)

گزشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام شکرگڑھ کے

زیر اہتمام شہدائے بالاکوٹ کی یاد میں ایک اجتماع زیر صدارت چوہدری خالد پرویز منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز اسلام الحق انجم صاحب نے تلاوتِ کلام پاک سے کیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے محمد اعظم خان صدر جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع سیالکوٹ نے شہدائے بالاکوٹ کے عظیم کارناموں کو بڑے مدلل اور بہترین انداز میں پیش کیا۔ انہوں نے طلبہ کو متحد اور منظم ہو کر لادینی قوتوں کے خلاف کام کرنے کی تلقین کی۔ اجلاس سے محمد افضل ناظم نشریات جمعیۃ طلبہ اسلام پنجاب نے بھی خطاب کیا۔

ہم تعزیت کرتے ہیں

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع فیصل آباد کے ناظم عمومی اور جمعیۃ کے فعال رکن جناب خضر حیات صاحب کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح شیخ محمد اکبر آف جہلم نائب صدر جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کے والد محترم اور محترم بزرگوار صوفی اللہ بخش سرپرست جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع سرگودھا کے والد محترم بھی انتقال فرما گئے۔

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماؤں جناب ندیم اقبال اعوان، ظہیر میر، خالد محمود وٹو، محمد ادریس، حافظ ظفر یسین بٹ اور دیگر حضرات نے انتہائی دکھ اور غم کا اظہار کیا ہے۔ مرکزی حضرات نے ان تمام مذکور حضرات کے نام علیحدہ علیحدہ تعزیت نامے روانہ کئے ہیں۔ اللہ تعالٰے مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

ضلع لاڑکانہ

جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع لاڑکانہ کا ایک روزہ تربیتی کنونشن گذشتہ روز اختتام پذیر ہوا۔ کنونشن کے اجلاس کی صدارت سید عبد غفور شاہ صاحب نے کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر نذیر احمد بہنوار نے کہا کہ جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان ہی وہ واحد تنظیم ہے جو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ پروفیسر ابو محمد نے اسلام اور لادینی نظریات پر خطاب کیا۔ مولانا عطاء اللہ نے جہاد کے موضوع پر تقریر کی اور سید عبد غفور شاہ صاحب نے نماز روزہ کی اہمیت پر تقریر کی۔

کراچی ڈویژن

گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام کراچی ڈویژن کے کارکنان کا ایک اجتماع منعقد ہوا۔ اجتماع میں علماء، طلبہ نے تقاریر کیں اور آخر میں دو قراردادیں پیش کی گئیں:

۱۔ جمعیۃ طلبہ اسلام کراچی ڈویژن کا یہ اجلاس جناب محمد اشرف اقبال تیر نائب صدر جمعیۃ طلبہ اسلام حلقہ لانڈھی آباد کے چھوٹے بھائی محمد طیب کے بہیمانہ قتل پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

۲۔ جمعیۃ طلبہ اسلام کراچی ڈویژن کا یہ اجلاس نظام العلماء کے اختلافات ختم ہونے اور مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کے ناظم عمومی منتخب ہونے پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مولانا کو صحت کاملہ نصیب فرمائے۔ یہ اجلاس حضرت الامیر مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہ العالی کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہے کہ جن کی فراست نے اختلافات کو ختم کر دیا اور ان لوگوں کو جو انتشار و افتراق پر یقین رکھتے ہیں مبتلا دیا کہ علماء حق صرف مسجد و منبر تک ہی محدود نہیں بلکہ میدان سیاست میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ اجلاس سے کراچی ڈویژن کے صدر بشیر احمد کشمیری ملک ممتاز احمد اعوان نے بھی خطاب کیا۔ اس اجلاس میں تمام حلقوں نے اپنی اپنی کارروائی بھی پڑھ کر سنائی۔

پنجاب جمعیۃ کے وفد کی قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ سے ملاقات

گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام پنجاب کے نائب صدر میاں ریاض شاہد اور صوبائی ناظم اطلاعات محمد افضل نے ملتان میں نظام العلماء پاکستان صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ جناب قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ سے ملاقات کی جس میں قریشی صاحب کو پنجاب جمعیۃ طلبہ کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا گیا۔ انہوں نے وفد کو مکمل نظم و ضبط کے ساتھ تنظیمی کام کو تیز تر کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے علماء حق کی سرپرستی میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کی جو جدوجہد شروع کی ہے اس میں ہمارا آپ کے ساتھ مکمل تعاون ہوگا۔ انہوں نے نصیحت کی کہ مستقل مزاجی سے جمعیۃ کے کام کو آگے بڑھاتے رہیئے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ جمعیۃ طلبہ اسلام طلبہ ملک میں ایک فعال تنظیم کی حیثیت سے ابھرے گی۔

اعلان

جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کی طرف سے ایک انتہائی خوبصورت "میقاتِ الصیام" شائع کیا جا رہا ہے جو جون میں منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ مطلوبہ تعداد سے آگاہ کریں۔

قیمت ۔/۱۸ روپے فی سینکڑہ

شعبہ نشر و اشاعت: جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب